پیغمبرِ آخر الزّماں

حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیّت

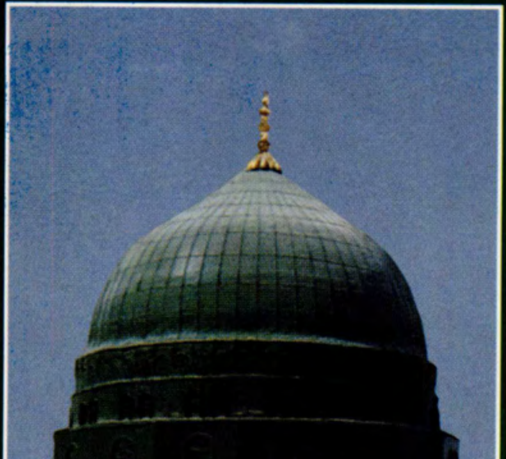

عبدالوحید خان
گروپ کیپٹن (ر)

www.islam-christianity.com

پیغمبرِ آخرالزّماں

حضرت محمدؐ

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شخصیّت

مصنف

عبدالوحید خان

(PAF 48-73, 6th G.D. (P))

پہلا ایڈیشن 1993

دوسرا ایڈیشن 1995

تیسرا ایڈیشن 1998

چوتھا ایڈیشن 2001

پانچواں ایڈیشن 2008

چھٹا ایڈیشن 2011

ساتواں ایڈیشن 2012

آٹھواں ایڈیشن 2012

نواں ایڈیشن 2012

دسواں ایڈیشن 2013

اس کتاب کے کوئی جملہ حقوق نہیں ہیں

نوٹ : یہ کتاب انٹرنیشنل پبلیکیشن ہاؤس ریاض سعودی عرب نے میری تحریری اجازت کے بعد دو دفعہ انگریزی میں چھاپی ہے پہلی بار 2007 میں (ریفرنس ISBN: 9960-850-00-5) اور دوسری بار 2010 میں (ریفرنس ISBN: 9915-8-X)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

الٰہی: رحم وکرم فرما: حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جس طرح کہ آپ نے

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

رحم وکرم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک آپ ہیں تعریف کے لائق اور بزرگی والے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ

اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر جس طرح آپ نے برکت

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک آپ ہیں تعریف کے لائق بزرگی والے

اے میرے رب!
میری اس خدمت کو قبول فرما

گروپ کیپٹن (ر) عبدالوحید خان
A/36 ساؤتھ سینٹرل ایونیو
فیز II۔ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی
کراچی۔75500، پاکستان
فون:(021)3589-4886
ویب سائٹ www.islam-christianity.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۷
۲	گذارش	۹
۳	عرض مترجم	۱۳
۴	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت	۱۵
۵	آپ کی پیدائش	۱۶
۶	ایک یتیم بچے کی حیثیت سے	۱۶
۷	ایک نوجوان لڑکے کی حیثیت سے	۱۷
۸	جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے	۱۷
۹	جب آپ کو پیغمبری عطا ہوتی ہے	۱۷
۱۰	پھر بھی آپ ایک انسان تھے	۲۰
۱۱	آپ کی آمد کی بشارت تورات، انجیل، ویدوں اور پارسی مذہب کی کتابوں میں موجود ہے۔	۲۱
۱۲	آپ کا حلیہ مبارک	۲۲
۱۳	آپ کا اخلاق مثالی تھا	۲۵
۱۴	آپ اسلام کا درس دینے کے لئے تشریف لائے	۲۹
۱۵	آپ سے مکہ والوں کی دشمنی	۳۱
۱۶	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت	۳۲
۱۷	آپ نے ذہن اور عقل کے ذریعے تبلیغ کی	۳۳
۱۸	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقیات کا درس دیا	۳۵
۱۹	آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی رہنمائی کرنے کیلئے تشریف لائے	۳۶
۲۰	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی	۳۶
۲۱	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کردی ہیں	۳۸

۲۲	دین اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے	۳۹
۲۳	اسلام اور جہاد (قرآن میں ۲۸ دفعہ ذکر)	۴۱
۲۴	آپ کی غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک	۴۴
۲۵	آپ کا طرزِ زندگی بحیثیت سربراہ ریاست اسلام	۴۶
۲۶	آپ کی عبادات	۴۷
۲۷	آپ ایک منصف اور جج کی حیثیت سے	۴۹
۲۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عملی انسان تھے	۵۰
۲۹	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ کی مصروفیات	۵۱
۳۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی	۵۱
۳۱	حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکمل ترین انسان تھے	۵۵
۳۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی	۵۷
۳۳	آپ کی زندگی قرآن کی آئینہ دار تھی	۵۸
۳۴	قرآن اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا ہے	۶۰
۳۵	اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور کامیابیاں	۶۱
۳۶	خطبہ حجۃ الوداع	۶۸
۳۷	ان اقتباسات کے جمع کرنے کا مقصد	۷۱
۳۸	دنیا کے غیر مسلم محققین قرآن اور اسلام کے متعلق کیا کہتے ہیں	۷۱
۳۹	قرآن پر ایک نظر	۸۱
۴۰	دنیا میں اسلام کیوں کامیاب ہے	۸۶
۴۱	اسلام دنیا کا واحد سچا مذہب ہے	۸۷
۴۲	اسلام ہر زمانے کے لیے ہے	۸۷
۴۳	زمانہ حال کا مرض	۸۸
۴۴	جب ضمیر پکارتا ہے	۸۹
۴۵	آپ کے آباؤ اجداد	۹۱
۴۶	آپ کی بیویاں، بیٹے اور بیٹیاں	۹۲
۴۷	حوالہ جات (ریفرنس)	۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

۱۔ پیش لفظ

مصّنف نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا ایک خاکہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ مصّنف نے مختلف حوالوں سے واقعات کو جمع کیا ہے اور ان کو اس طور پر پیش کیا ہے کہ پڑھنے والوں پر مجموعی تاثر نہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری محبت اور عقیدت کا پڑتا ہے بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت پر عمل کرنے کی خواہش بھی پیدا ہوتی ہے۔

اتنی مختصر عبارت میں اتنی معلومات سے بھر پور اور اتنے سادہ انداز میں اتنی قائل کرنے والی تحریر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کم لکھی گئی ہے۔ یہ تحریر پر از معلومات اور دلکش ہے۔ میں سفارش کرتا ہوں کہ اس کو ساری دنیا کے مسلم اور غیر مسلم خصوصاً باشعور نو جوان پڑھیں۔

(ڈاکٹر) حامد حسن بلگرامی (م)

مؤلف فیوض القرآن

مصنف نور مبین

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

۲۔ گذارش

موجودہ دور میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے متعلق لغو جھوٹ اور شرارت آمیز خیالات چند بیمار ذہنوں اور گندے دماغوں نے شدت سے پھیلائے ہیں۔ ان لکھنے والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیع الشان شخصیت کو عام انسانوں کی نظروں میں مجروح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس دشمنی اور بھرپور پروپیگنڈہ کی وجہ سے مغربی لامذہب دنیا میں نہ صرف قرآن بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے بدگمانی اور دشمنی عروج پر ہے۔

ان تحریروں کی وجہ سے ایک عام پڑھا لکھا انسان اسلام کی تعلیمات سے بے بہرہ اور گمراہ رہتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کی عظمت اور سچائی سے ناآشنا رہتا ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ نہ صرف اسلام بلکہ ساری دنیا کی اس قدر عظیم الشان شخصیت پر اس قدر جھوٹ اور بہتان سے بھرپور اور شرارت انگیز باتیں لکھی جائیں۔ یہ تحریریں انسان کی اخلاقی قدروں پر ایک دھبّہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے حقائق تو ان سب جھوٹے الزامات کو جھٹلاتے ہیں جو ان کی بدنیتی پر مبنی ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ اس لئے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دلکش سچائیوں کو جمع کیا ہے تاکہ دنیا بھر کے لوگوں کو یہ سچائی پہنچائی جا سکے۔ آخر فتح سچائی ہی کی ہوگی۔

قرآن مجید میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے شروع میں ہی سورۂ بقرہ آیت ۲:۲ میں فرمادیا ہے کہ ''یہ کتاب اللہ کی طرف سے ہے اور اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔'' مسلمانوں کو

یہ حقیقت تسلیم کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی مگر اوسط مغربی انسان اپنی لا دینیت کی وجہ سے یا کسی اور دین کی پیروی کرنے کی وجہ سے اس اعلان کو قبول کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہے اس لئے کہ وہ ہر چیز کو سائنس کی نظر سے دیکھنا چاہتا ہے۔

ان لوگوں سے مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ قرآن کی ۶۲۳۶ آیات وقت کی کسوٹی پر پوری اتر چکی ہیں (۶۶۶۶ آیات نہیں ہیں)۔قرآن کے ہر لفظ کو دنیا بھر کے سائنس دانوں نے تجربے کرنے کے بعد ثابت پایا ہے وہ اب قرآن کی سچائی پر یقین کرنے لگے ہیں۔ قرآن میں جو بات ۱۴۱۶ سال پہلے کہی ہے(۱) (دیکھئے حوالہ جات ۔ ریفرنس صفحہ نمبر ۸۳)وہ اب نئی سائنسی روشنی میں ثابت ہو رہی ہے اور انہیں مکمل طور پر سمجھا جا رہا ہے۔ قرآن مجید کے تمام بیانات سائنس کے موجودہ تجربات اور حقائق سے مطابقت رکھتے ہیں۔ ان میں کوئی اختلاف نہیں، کوئی عدم مطابقت نہیں اور کوئی تضاد نہیں ہے۔تمام حقائق دوبارہ سہ بارہ پرکھے اور جانچے جا چکے ہیں اور ان میں اور موجودہ سائنسی حقائق میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس طرح سے قرآن میں کوئی بیان ایسا نہیں ہے کہ جس پر سائنس کی طرف سے کوئی اعتراض ہو سکے لیکن یہ حقائق دنیا کے عام معروف انسانوں تک نہیں پہنچائے گئے ہیں کہ کہیں وہ اپنے عقائد کی عمارت کو خود ہی مسمار کرنا شروع نہ کر دیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورہ انبیاء ۱۰۷:۲۱ میں فرمایا ہے کہ ''اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے تمام انسانیت کے لئے استاد اور رہنما ہیں ۔اس کے علاوہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ احزاب ۲۱:۳۳ میں فرمایا ہے کہ ''تمہارے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں پیروی کے لئے بہترین نمونہ ہے۔'' اور اس کے بعد اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورہ احزاب ۴۰:۳۳ میں فرمایا کہ ''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پیغمبروں پر مہر ہیں۔''(۲) (دیکھئے حوالہ جات صفحہ ۸۳)

چونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ سب احکامات نازل فرما دیئے ہیں اس لئے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا جو قرآن مجید کے احکامات پر

ان کی روح کے مطابق صحیح عمل کر سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی دراصل ایک آئینہ ہے جس میں قرآن کی تعلیمات اور مکمل جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے الفاظ کو اپنے عمل میں تبدیل کر کے دکھایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت میں قرآن مجید کی تعلیمات کی پوری طرح عکاسی ہوتی ہے۔

اب اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مطالعہ کریں تو دراصل ہم قرآن مجید کا مطالعہ کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اور مزاج کیسا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار کیسے تھے۔ آپ کا طرز عمل کیسا تھا۔ آپ کس طرح کے انسان تھے۔ اگر ہم یہ سب جان لیں تو ہم نہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک سچی اور ایماندارانہ رائے قائم کر سکیں گے بلکہ ہم قرآن کی تعلیمات کو صحیح پس منظر میں سمجھ بھی سکیں گے۔

میری ناچیز کوشش نہ صرف یہ ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو آخری پیغمبر ہیں کی شخصیت پر روشنی ڈالوں بلکہ یہ بھی ہے کہ میں جھوٹ اور لغویات کے اس انبار کو ڈھا دوں جو متعصّب لکھنے والوں نے کھڑا کیا ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات نہیں ہے بلکہ آپ کی شخصیت پر ایک نظر ہے۔

یہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور ہے۔ اسلام کی عام بیداری اور بول بالا کا دور ہے اور اب یہ دوبارہ ابھرنا شروع ہو گیا ہے۔ دنیا کے لوگ اسلام کے متعلق جاننا چاہتے ہیں اس لئے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا جو خاتم النبیین اور جو قرآنی تعلیمات کا آئینہ دار ہیں سچا مطالعہ ضروری ہے۔ اس مطالعہ سے قرآن اور اسلام کے آئیڈیل کو جو تاریخ کے ایک لمبے عرصہ تک دنیا میں گونجتا رہا اسے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ساتویں صدی عیسوی سے سترھویں صدی عیسوی تک اسلام کا سورج اپنے آب وتاب سے چمکتا رہا۔ اب تاریخ نے پھر دوبارہ پلٹا کھایا ہے۔ مسلمانوں کے پاس ذرائع ہیں۔ معاشی افرادی قوت ہے اور سب سے بڑھ کر اسلامک آئیڈیالوجی ہے جو مکمل ہے، بے مثال ہے اور خود اللہ کا دیا ہوا ضابطہ حیات ہے۔ کمی صرف اس آئیڈیالوجی پر اعتقاد اور ایمان کی ہے۔ اگر اس پر ایمان اور اعتقاد کر لیا جائے۔ تو دنیا کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ یہ یقیناً ایک نئی دنیا کا نقشہ ہوگا۔

اگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کے خیالات میں ایک تحریک پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ تحریر متعصّبانہ جھوٹے اور پرانے خیالات کو مٹانے میں کامیاب ہوتی ہے اور آپ کے خیالات کو ایک نئی سمت ملتی ہے اور اگر آپ کے دل میں اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے لئے احترام اور عزّت پیدا ہوتی ہے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے میری محنت کا صلہ مل گیا۔

میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں نوے سالہ بزرگ کیپٹن محمد کریم صدیقی صاحب (م) جنہوں نے نہ صرف میری حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ کافی قیمتی مواد بھی فراہم کیا ان کے علاوہ میں بہت سی نیک خواتین وحضرات کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے قیمتی مشورے دیئے۔ ان میں خاص طور پر ونگ کمانڈر ریٹائرڈ عبدالکریم، گروپ کیپٹن ریٹائرڈ ایم ایچ صفدر، کیپٹن پی آئی اے خالد احمد اور میری بیوی اقبال بیگم نے بھی میری بڑی مدد کی ہے۔ میں ان سب کا شکر گزار ہوں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمتیں نازل فرمائیں۔

میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ سے یہ کام لیا۔ اے میرے رب! تو مجھ پر رحم فرما۔ میرے گناہوں کو معاف کردے اور میری اس عاجزانہ خدمت کو قبول فرمالے۔ آمین

عبدالوحید خاں
گروپ کیپٹن (ریٹائرڈ)
36/A ساؤتھ سینٹرل ایونیو
ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی۔75500

25 Aug 1993
Tel : 3589-4886

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

۳۔ عرض مترجم

یہ کتاب گروپ کیپٹن عبدالوحید خان صاحب نے محنت اور عقیدت سے انگریزی میں لکھی تھی۔ مسجد میں ان سے میری ملاقاتیں ہوتی رہتی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ میں اس کا ترجمہ کرنے کا اہل ہوں اور اصرار کیا کہ ترجمہ کروں۔ اپنی اہلیت پر مجھے اتنا اعتماد نہیں ہے جتنا حضور صلی اللہ وسلم کی رحمت اور مدد پر۔ یہ جن کا ذکر جمیل ہے انہوں نے ہی یہ ترجمہ کروایا ہے ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔ میرے پاس تو ناز کا صرف ایک سرمایہ ہے اور وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نسبت۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ

آلٰہی: رحم و کرم فرما: حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمدؐ کی آل پر جس طرح کہ آپ نے

عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ٥

رحم و کرم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بیشک آپ ہیں تعریف کے لائق اور بزرگی والے

رمضان ۱۴۱۴ھ
فروری ۱۹۹۴ء

گدائے رسول
حسن اختر

☆☆☆☆

اے میرے رب!
میری اس خدمت کو قبول فرما

گروپ کیپٹن (ر) عبدالوحید خان
36/A ساؤتھ سینٹرل ایونیو
فیز II۔ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی
کراچی۔75500، پاکستان
فون:(021)3589-4886
ویب سائٹ www.islam-christianity.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

۴۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت

تمہید:

جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے واقف نہیں ہے وہ یقیناً تاریخ سے بھی واقف نہیں ہے۔ یہ بات تعجب خیز ہے کہ لوگ کس طرح ایک عظیم الشان اور ہمہ گیر انقلاب سے ناواقف رہ سکتے ہیں جو مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی میدان میں رونما ہوا اور جس کے خالق وہ افضل البشر ہیں جن کا نام نامی ہے حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اس درجہ عظیم اور ہمہ گیر ہے کہ قلم ان کی شخصیت کا صرف ایک خاکہ ہی پیش کرسکتا ہے اور مضمون پھر بھی تشنہ رہ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مکمل احاطہ کرنا قلم کی طاقت سے باہر ہے یہ اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ کسی آسمانی ستارے کے متعلق کچھ کہنا۔ بہر حال یہاں میں ایک نہایت عاجزانہ کوشش کررہا ہوں کہ خاتم النبیین رحمت للعالمین احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک پر اس چھوٹی سی کتاب میں کچھ عرض کرسکوں۔

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے میں نے اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا حصہ دنیاوی اور ظاہری انسانی زندگی پر مشتمل ہے جب کہ دوسرا حصہ آپ کی روحانی اور آفاقی زندگی پر مشتمل ہے۔

☆☆☆☆

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی

(پہلا حصہ)

۵۔ آپ کی پیدائش

حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس وقت تشریف لائے جبکہ تاریخ بالکل جاگی ہوئی تھی۔ روشن تھی اور عیاں تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ احزاب ۴۰:۳۳ میں فرماتے ہیں کہ ”آپ اللہ کے پیغمبر ہیں اور سب پیغمبروں پر مہر ہیں“ آپ ۱۴۳۲ سال قبل شہر مکہ میں ۲۰ اپریل سن عیسوی ۵۷۰ میں بروز پیر ابو ہاشم کے باعزت قبیلے میں پیدا ہوئے۔ مکہ دنیا کا سب سے قدیم اور سب سے زیادہ باعزت عبادت کا گھر ہے۔ مکہ دنیا کا تاریخی اور جغرافیائی مرکز بھی ہے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال آپ کی پیدائش سے پہلے ہو گیا تھا' جبکہ آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ اس دنیا سے اس وقت رخصت ہوئیں جب آپ کی عمر صرف ٦ سال تھی۔ آپ اس طرح پیدائشی یتیم تھے۔ شروع بچپن میں آپ کو حضرت حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ تھوڑے عرصے بعد ہی آپ دنیا میں وہ ہستی ابھر کر آنے والے ہیں جو اس دنیا پر اپنا سب سے زیادہ اثر چھوڑے گا۔ آپ کی زندگی کے متعلق کوئی بات بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ آپ کے قول اور فعل کے بارے میں ہزاروں حدیثیں موجود ہیں جو ان لوگوں سے اکھٹی کی گئی ہیں جنہوں نے آپ کو دیکھا تھا' آپ سے گفتگو کی تھی، آپ کے ساتھ سفر کیا تھا اور آپ کے ساتھ جنگیں لڑیں تھیں۔

٦۔ ایک یتیم بچے کی حیثیت سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن سے ہی ذرا تنگدستی کی زندگی گزاری اور یہ تاریخ میں درج ہے۔ آپ کم عمری میں روزانہ اجرت پر دوسروں کی بکریاں چرانے مکہ سے باہر جاتے تھے۔ آپ نے اکثر ایک مزدور کی حیثیت سے روزمرہ کی اجرت پر کام کیا۔ آپ نے مٹی

کھودی اور بعض اوقات قافلوں کے ساتھ ایک ملازم کی حیثیت سے دور دراز علاقوں کا سفر بھی کیا۔ آپ نے جب کبھی اور جہاں کہیں بھی کام کیا وہاں محنتی، ایماندار اور مخلص کارکن کی حیثیت سے پہچانے گئے۔ آپ نے ہمیشہ حلال روزی کمائی اور یہ سچ کر دکھایا کہ محنت کی روزی میں عظمت اور سکون ہے۔ اس کم عمری میں آپ کی شخصیت دراصل اس زمانے کے ایک مزدور کی سی تھی۔

ایک یتیم لڑکے ہونے کی حیثیت سے آپ کو زندگی کی تمام سختیاں جھیلنی پڑیں مگر آپ کا شاندار کردار عزت نفس اور عظیم شخصیت ہمیشہ نمایاں رہی۔ آپ اپنے ہم پیشہ اور ہم عمر بچوں میں یکتا تھے۔ آپ نمایاں اور اپنی مثال آپ تھے۔ آپ پیدائش کے اعتبار سے باعزت تھے مگر حسن کردار کی وجہ سے اور بھی اونچا مقام رکھتے تھے۔

۷۔ ایک نوجوان لڑکے کی حیثیت سے

جب آپ عمر میں ذرا اور بڑے ہوئے تو آپ نے تجارت کے پیشہ کو اختیار کیا جس میں آپ کچھ گھریلو سامان کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے۔ اس وجہ سے آپ اونٹوں پر بیٹھ کر مکہ سے دور دراز کے علاقوں میں سفر کیا کرتے تھے۔ آپ مکہ میں سچے، ایماندار، قابل بھروسہ اور بااعتماد شخص کی حیثیت سے پہچانے جانے لگے جو ہمیشہ اپنے قول پر قائم رہتے تھے اور جنہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ اپنی ان اعلیٰ خصوصیات کی وجہ سے عربوں میں عزت اور احترام کی نظر سے دیکھے جانے لگے۔ مکہ کے لوگ آپ کو امین (قابل بھروسہ) اور صادق (جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا) کے ناموں سے پکارنے لگے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی سورۃ القلم ۴:۶۸ میں ان عزت بھرے الفاظوں سے نوازا ہے کہ ''بیشک آپ کے اخلاق بہت بلند ہیں۔''

۸۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے

جب جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے تو آپ نے اردگرد کے ماحول میں لوگوں میں پھیلے ہوئے کفر، سماجی برائیاں، اللہ پر بے یقینی اور لوگوں کا

ٹونے ٹوٹکوں میں یقین رکھنا دیکھا' آپ نے دیکھا کے عرب قوم جہالت' گمراہی اور کفر کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ انسانی روح ذلت سے پستی میں جا گری تھی لوگ ایک اللہ کی بندگی کے بجائے بتوں' پتھروں' دیوی دیوتاؤں اور ستاروں وغیرہ کی پرستش اور پوجا پاٹ کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ لوگوں نے غلط اور ٹیڑھا میٹرھا راستہ چن رکھا تھا اور اسے اختیار کر رکھا تھا۔ لوگ اعلیٰ انسانی قدریں اور اصول کھو چکے تھے۔ آپس میں اور ہمسایہ قبیلوں میں ذاتی دشمنی کھچاؤ تناؤ اور لڑائی جھگڑے عام تھے اور کبھی یہ جھگڑے تو پشت در پشت چلتے رہتے تھے۔ طاقتور لوگ کمزوروں کو دباتے تھے۔ طاقت کو ہی سچائی منوایا جاتا تھا۔ یتیموں اور بیواؤں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ عورتوں کو کمتر سمجھا جاتا تھا اور ان کی کوئی عزت نہ تھی۔ بیٹی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا تھا۔ مردوں پر شادیوں کی تعداد میں کوئی پابندی نہ تھی۔ ماں' بہن' بیوی اور بیٹی کو مردوں کے لحاظ سے نیچا دیکھا جاتا تھا۔ وہ کم تر سمجھی جاتی تھیں۔ نوزائیدہ بچی کو زندہ ہی دفن کر دیا جاتا تھا شراب نوشی، جوا اور دوسری معاشرتی برائیاں روزمرہ کے مشاغل اور معمولات تھے۔ مذہبی جہالت بے راہ روی اور تکبر کا دور دورہ تھا۔ رہنمائی کے فقدان کی وجہ سے انسان کی اخلاقی اور روحانی پرواز رک چکی تھی۔ غلامی اپنی بدترین شکل میں عام پھیلی ہوئی تھی۔ انسانوں سے سلوک' ان کی عزت اور ان کی قدریں ان کے مال و دولت کی حیثیت کے مطابق کیا جاتا تھا۔ انسان تکبر، مذہبی بے راہ روی اور اخلاقی پستی کے نشے میں چور تھا۔ انسانیت دراصل اندھیرے میں تھی اور نیچے سے نیچے کی طرف ہی جا رہی تھی۔ انسان قدرت اور اللہ کی رہنمائی سے بغاوت کر رہا تھا۔ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب خرابیوں اور برائیوں کو حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا۔

۹۔ جب آپ کو پیغمبری عطا ہوتی ہے

جب جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ انسانوں کا اللہ کے وجود پر یقین یا تو انتہائی کمزور ہے یا پھر سرے سے ہی نہیں ہے اور ان میں آپس میں انصاف ' محبت اور امن کی اقدار غائب ہو چکی ہیں تو آپ کی روح تڑپ اٹھی۔ چونکہ آپ کی طبیعت

حساس تھی اس لئے آپ کے قلب اطہر میں ایک انقلاب کی لہر دوڑ گئی۔آپ کے اندر ایسا روحانی طوفان برپا ہوا جو دنیا کے عام موسمی طوفان سے کہیں زیادہ طاقتور تھا۔آپ کے دل میں عام جہالت، بت پرستی، کفر، بے یقینی، بے مروتی اور توہم پرستی کے خلاف سخت نفرت محسوس ہوئی۔لوگ جس قدر بتوں کی پوجا پاٹ میں لگے ہوئے تھے آپ کے دل میں اسی قدر ان کی اس بے مقصد روش پر الجھن، نفرت اور حقارت پیدا ہوئی اور روحانی اضطراب نے آپ کو سوچنے اور غور وفکر کرنے پر مجبور کیا۔حالات سے شدید نفرت کی بناء پر آپ نے گوشہ نشینی اور تنہائی کو پسند فرمانا شروع کر دیا۔آپ کی اس پریشانی نے آپ کو اور زیادہ توجہ اور غور وفکر کرنے پر مجبور کر دیا۔آپ سچائی، حق اور قلبی اطمینان کی تلاش میں تھے۔اس لئے آپ نے اکثر مکہ کی بستی سے دور ایک ''حراء'' نامی غار میں جو کہ مکہ سے ٦ کلومیٹر دور ایک پہاڑ پر واقعہ ہے وہاں قیام اور مراقبہ کرنا شروع کر دیا۔اس غار میں آپ اکثر لگا تار کئی کئی دن اور راتوں تک مراقبہ میں مشغول رہتے تھے اور اللہ کی کثرت سے عبادت کیا کرتے تھے۔یہ سلسلہ قریب دو سال تک چلتا رہا۔اب آپ چالیس سال کے ہو چکے تھے۔اب یہاں اسی غار حراء میں اللہ نے اپنے فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعے آپ کو ایک رات پیغمبری عطا فرمائی ۔فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ کو حکم دیا کہ ''پڑھو ۔'' لیکن جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ نہیں سکتے تھے۔وہ تو امّی تھے۔لیکن فوراً ہی اللہ کے بھیجے ہوئے الفاظ کہ ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر ہیں۔'' آپ کے قلب مبارک پر نقش ہو گئے۔اس طرح آپ دنیا کے آخری پیغمبر بنے (٤)۔جلد ہی یہ کلمہ دنیا جہان میں ایک نیا انقلاب لانے والا تھا اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اسی بات کو قرآن مجید کی سورہ احزاب ٣٣:٤٠ میں اس طرح فرمایا ہے'' ... (محمد) اللہ کے پیغمبر ہیں اور سب پیغمبروں پر مہر ہیں۔'' اور اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو قرآن مجید کی شکل میں اپنا آخری پیغام پہنچایا۔قرآن کی اصلیت میں کبھی بھی شک اور شبہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اللہ کی وحی جیسے ہی آپ پر نازل ہوتی تھی اسے فوراً ہی لکھنے والے کاتب قلم بند کر لیتے تھے اور

ساتھ ہی آپ اور آپ کے حافظ قرآن ساتھی اسے حفظ بھی کر لیتے تھے۔ اللہ کا یہ کلام اس وقت سے آج تک ویسا ہی ہے۔ اللہ کے کلام میں ذرّہ برابر بھی ردوبدل نہیں ہوئی ہے۔ یہ آج بھی بالکل وہی ہے جیسے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔ لیکن یہی بات موجودہ تورات اور موجودہ انجیل کے متعلق نہیں کہی جا سکتی۔

۱۰۔ پھر بھی آپ ایک انسان تھے

پچھلے سارے پیغمبروں کی طرح آپ بھی ایک انسان تھے لیکن آپ اللہ کے آخری نبی اور رسول تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ کہف ۱۱۰:۱۸ میں فرمایا ہے کہ ''(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ میں بھی تمہاری طرح ایک آدمی ہوں۔'' آپ عام انسانوں کی طرح کھاتے پیتے اور سوتے تھے اور اپنی معاشرتی اور خاندانی زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ آل عمران ۱۴۴:۳ میں فرمایا ہے کہ ''اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے صرف پیغمبر ہیں'' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ قرآن مجید کی سورہ انعام ۵۰:۶ میں فرماتا ہے کہ ''(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ میں تم لوگوں سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میرے پاس غیب کا علم ہے اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو میری طرف (اللہ) کا حکم آتا ہے.... ''
اللہ کا کلام بذریعہ حضرت جبرائیل نازل ہوتا تھا اور مختلف لوگ اسے فوری قلم بند کر لیتے تھے۔ آپ عام زندگی میں اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کی جو قرآن مجید میں نازل ہوتے تھے ''حرفاً و معناً'' پیروی کرتے تھے تا کہ دوسرے لوگ آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کر سکیں اور آپ کے طور طریقے، عادات اور رہن سہن کے طریقوں کو اپنا سکیں۔ مقصد یہ تھا کہ عام لوگ اس طرح ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکیں۔ ایک انسان ہونے کے ناتے آپ اپنے آپ سے سچے تھے، اپنے ساتھیوں سے سچے تھے اور سب سے بڑھ کر آپ اپنے پروردگار سے اور قرآن کے حق میں سچے تھے۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قرآن مجید کی سورہ محمد ۳۳:۴۷ میں فرماتا ہے کہ'' اے ایمان والو! اللہ کے حکم پر چلو اور رسول کے حکم پر چلو....۔''

۱۱۔ آپ کی آمد کی بشارت تورات، انجیل، ویدوں اور پارسی مذہب کی کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت تورات یعنی ٹیسٹمنٹ اول (Testament One) اورانجیل یعنی ٹیسٹمنٹ دوم (Testament Two) ویدوں اور پارسی مذہب کی کتابوں میں موجود ہے۔ تورات کی پانچویں کتاب ڈیوٹیرونومی (Deuteronomy) کے باب پیغمبران (Prophets) ۱۸:۱۵ میں درج ہے کہ ''تمہارا خدائے تعالیٰ ایک پیغمبر میری طرح (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح) اٹھائے گا۔ تم لوگ ان کی بات ماننا'' اسی طرح انجیل کی کتاب جان حنا (John) کے باب ۱۴:۱۶ میں درج ہے کہ ''اللہ تعالیٰ تم کو ایک اور مددگار (پیغمبر) بھیجے گا جو تمہارے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ آگے باب ۱۴:۲۶ میں کہا ہے کہ ''وہ تم کو تمام باتیں سکھائیں گے اور بتائیں گے جو میں نے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے) تمہیں سکھائی اور بتائی ہیں۔ آگے باب ۱۵:۲۶ میں کہا ہے کہ ''وہ میری گواہی دیں گے'' آگے باب ۱۶:۸ میں کہا ہے کہ ''اور وہ دنیا پر اس کے گناہ اور ثواب اور اس کے فیصلے سے تم کو واضح کریں گے۔'' آگے باب ۱۶:۱۳ میں کہا ہے کہ ''جب وہ سچائی کی ہستی آجائے گی تو وہ تمہاری رہنمائی سچائی اور حق کی طرف کرے گی۔ وہ تمہیں اپنی طرف سے کچھ نہ بتائیں گے بلکہ صرف وہ ہی بتائیں گے جو وہ (اللہ سے) سنیں گے اور جو کچھ آئندہ آنے والا ہے اس سے تمہیں آگاہ کریں گے۔'' ہندوؤں کی ویدوں میں ایک عظیم شخصیت کی آمد کی خبر دی گئی ہے جس کا نام سنسکرت میں ''مہومت'' لکھا ہے۔ یعنی اچھائی کا سرچشمہ۔ ایک اور نام ''ہمادیو'' بھی لکھا ہے جس کے معنی ہیں نور یعنی سورج کی طرح روشن۔ سنسکرت کے یہ لفظ بولنے میں لفظ ''احمد'' کے قریب قریب ہیں جو کہ حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانی نام ہے۔ اسی طرح بھویش پورنا میں بھی ایک نام ''مہومت'' آیا ہے جس کے معنی ہیں بڑے سکھانے والے استاد۔ اور جو ایک ریگستان کے رہنے والے ہوں گے۔ گوتم بدھ نے بھی اپنے ماننے والے ساتھی انندا سے کہا تھا کہ ''میں نہ

تو پہلا ہی بدھ ہوں اور نہ ہی آخری'' پارسی مذہب کی کتاب دساتیر۱۴ میں آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی بالکل کھلی پیشن گوئی ہے کہ وہ عرب کے ریگستان سے تشریف لائیں گے۔ اور ان کے مذہب کو پارسی لوگ بھی قبول کریں گے اور پھر وہ اپنی بت پرستی اور آتش پرستی سے باز آجائیں گے۔ اس طرح ان قرآنی کتابوں میں واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت موجود ہے قرآن مجید کی سورہ شعراء ۱۹۶:۲۶ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اس کا تذکرہ پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں ہے۔''

۱۲۔ آپ کا حلیہ مبارک

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک خوبصورت اور پرکشش تھا آپ کا چہرہ مبارک سڈول اور چوڑا تھا جو پھر بھی لمبائی میں ذرا زیادہ تھا اور آپ کے گال بھرے ہوئے تھے لیکن پھولے ہوئے نہیں تھے آپ کا رنگ گورے رنگ کی طرف زیادہ مائل اور صاف کھلا کھلا تھا جو چودھویں کے چاند کی طرح دمکتا تھا۔

آپ مضبوط اور گٹھے ہوئے جسم کے میانہ قد تندرست انسان تھے۔ آپ نہ تو دُبلے اور نہ ہی موٹے تھے اور نہ ہی آپ کا پیٹ باہر نکلا ہوا تھا آپ کا سر نسبتاً بڑا تھا۔ آپ کا سینہ مبارک چوڑا تھا اور آپ کے کندھے بھاری اور مضبوط تھے آپ کی گردن اونچی موٹی اور خوبصورت تھی آپ کی آنکھیں کالی اور بڑی بڑی تھی آپ کی آنکھوں کا سفیدہ کا حصہ تھوڑا سا لال رہتا تھا۔ آپ شخصیت کے شرمیلے تھے اور اس وجہ سے اپنی نظریں زیادہ تر نیچی ہی رکھتے تھے وقت ضرورت آپ ایک پل بھر کی نظر میں اوروں کو دیکھ لیتے تھے اور اُنہیں اندر تک پہچان لیتے تھے آپ کی بھنویں خوبصورت پتلی اور گولائی لئے ہوئے تھی۔ آپ کی پلکیں بڑی بڑی تھیں اور ان کے بال گھنے اور کالے تھے۔ آپ کی ناک اونچی اور لمبی تھی درمیان سے ذرا ابھری ہوئی تھی آپ کی پیشانی مبارک چوڑی اور کھلی ہوئی تھی۔ آپ کے ہاتھ مضبوط تھے اور آپ کی ہتھیلیاں چوڑی مضبوط اور بھاری تھیں آپ کے سر کے بال کالے تھے اور ہلکے گھنگھرالے تھے جو لمبائی میں سر کے اوپر سے ہوتے ہوئے پیچھے گردن تک جاتے تھے بعد

میں آپ ان میں بیچ سے مانگ نکال لیا کرتے تھے، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے سر، داڑھی اور کنپٹی کے دس بیس بال سفید ہو چلے تھے آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی جو سینے تک لمبی تھی۔ آپکی موچھیں منڈی ہوئی تھی۔ آپ کے کاندھوں اور ہاتھوں پر بھی بال تھے۔ سینے سے لےکر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی۔

آپ کے دانت نہایت چمکتے ہوئے تھے جو خوبصورتی سے جمے ہوئے سڈول تھے۔ آپ کے اوپر کے سامنے کے دو دانت خاص طور پر نمایاں تھے یہ تھوڑے بڑے اور بیچ سے ذرا کھلے ہوئے تھے آپ جب خوش ہوتے تو آپ ایک دلکش انداز سے مسکراتے تھے تو سامنے کے دو دانت صاف نظر آتے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک چمک جاتا تھا۔ اور جب کبھی ناراض ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا تھا پھر آپ جلد ہی راضی ہو جاتے تھے آپ کبھی بھی زوردار آواز میں نہیں ہنستے تھے

سر اور گردن ڈھانکنے کے لیے ایک سوتی عمامہ استعمال کرتے تھے۔ موسم کے لحاظ سے آپ ایک اونی کالا کمبل یا سوتی چادر اپنے کاندھوں پر اوڑھا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ سادہ اور غریبانہ لباس پہنتے تھے۔ آپ اپنے جسم اور لباس کو انتہائی پاک وصاف رکھتے تھے آپ خوشبو لگانا پسند فرماتے تھے۔ جب آپ کسی راستے سے گزر جاتے تھے تو وہ آپ کی خوشبو سے مہک جاتا تھا۔

آپ کی پشت مبارک میں دونوں کاندھوں کے درمیان لیکن ذرا بائیں طرف چھوٹے سکے کے برابر ایک گول سا کالا نشان تھا جس میں اُبھرے ہوئے کچھ دانے تھے اس نشان کو ''مہر نبوت'' کہا جاتا ہے۔ جو آخری نبی ہونے کی نشانی تھی۔ آپ چاندی کی ایک انگوٹھی بھی پہنا کرتے تھے۔ جس پر ''محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔ آپکے پیر سیدھے تھے اور آپکے پیر کے پنجے بھاری تھے آپکی پنڈلیاں موٹی مضبوط اور بھاری تھیں۔ آپکے پیر کے تلوے کے بیچ میں گہرے گڑھے تھے جو زمین کو نہیں چھوتے تھے۔ آپ تیز تیز ذرا جھک کر چلتے تھے جیسے کسی ڈھلان کی طرف جا رہے ہوں اور آپکے ساتھیوں کو آپ کا ساتھ دینا مشکل

ہوتا تھا۔آپ اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے چلنے سے منع فرماتے تھے۔آپ کی چال میں وقار اور شرافت نظر آتی تھی۔آپکے اُٹھنے بیٹھنے میں چستی اور توانائی کی جھلک نظر آتی تھی۔آپ کی آواز میں نرمی تھی۔آپ کی آواز نہ تو موٹی بھاری تھی اور نہ ہی باریک پتلی۔وہ تو ایک دل کش تسبیح کی طرح ذہنوں کو آمادہ اور مجبور کرنے والی آواز ہوتی تھی۔آپ سیدھی سیدھی اور بغیر کسی بناوٹ کے تبلیغی بیان فرماتے تھے۔آپ بات کو گول مول کر کے بیان نہیں کرتے تھے۔آپکی زبان مبارک میں صفائی تھی اور کسی قسم کی رکاوٹ یا لکنت نہیں تھی۔

آپ منہ ہی منہ میں بات نہیں کرتے تھے آپ کی باتوں میں پختگی اور حکمت ہوتی تھی آپکی زبان میں استادانہ نرم زبانی تبلیغی انداز ہوتا تھا۔اُس میں کوئی جبر یا بےعزتی کا انداز نہیں ہوتا تھا۔

آپکی گفتگو میں نرمی ہوتی تھی آپ کے الفاظ الگ الگ اور صاف صاف اور پراثر ہوتے تھے آپکی گفتگو میں وقار اور مٹھاس ہوتی تھی۔آپکی بات سچائی سے بھرپور ہوتی تھی۔آپ سچائی کے پیکر مخلص اور بےغرض انسان تھے جو دوسروں کی بھلائی کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے۔

آپ انتہائی ذہین تھے آپ بات کو فوری سمجھ جاتے تھے اور آپ کی یاداشت بڑی گہری اور دیرپا ہوتی تھی۔دراصل آپ کی شخصیت باوقار، پُرکشش اور متاثر کرنے والی تھی آپ کی شخصیت میں پاکیزگی اور طہارت پھوٹ پڑتی تھی جو لوگوں پر فوری اور دیرپا اثر چھوڑ جاتی تھی۔

آپ بات مختصر اور وہ بھی جب ضروری ہوتی تھی تب بات کرتے تھے ورنہ زیادہ تر خاموش ہی چادر لپیٹ کر بیٹھ جایا کرتے تھے ایسے کہ آپ کے ہاتھ پیر بھی نظر نہیں آتے تھے۔آپکی نظریں نیچی ہوتی تھیں اور آپ گہری سوچ میں ڈوب جاتے تھے۔آپ مکہ اور مدینہ کے شہریوں سے اُنکے لہجے میں شائستہ زبان میں گفتگو کرتے تھے اور اطراف کے دیہاتی بدّوں سے انکے لہجے اور زبان میں بات چیت کرتے تھے۔اس طرح آپ کو دونوں طرح کی زبانوں پر مہارت تھی۔

آپ کم کھاتے تھے۔آپ کم بات کرتے تھے اور آپ کم سوتے تھے۔

۱۳۔ آپ کا اخلاق مثالی تھا:

آپ لوگوں کے ساتھ ہمیشہ برابری اور مروت کا نیک سلوک کیا کرتے تھے آپ کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں کرتے تھے۔ آپ لوگوں سے انسانیت اور رواداری سے پیش آتے تھے۔ آپ لوگوں کی عزت اور احترام کرتے تھے۔ آپ کی خوش اخلاقی سب کے لیے برابر تھی۔ آپ سب کے ساتھ ہمدردی اور رحم دلی سے پیش آتے تھے آپ دوسروں سے محبت سے ملتے تھے۔ آپ ایک ملنسار انسان تھے۔

آپ کی آواز میں نرمی تھی اور آپ کی شخصیت میں نہ تو کوئی مغروریت تھی اور نہ ہی کوئی بداخلاقی۔ آپ ہمیشہ سچائی کو پسند فرماتے تھے اور برائی کو برائی کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی خاص مقصود ہوتی تھی۔

آپ ضعیفوں کی عزت کرتے تھے اور چھوٹوں کے ساتھ رحم دلی سے پیش آتے تھے۔ آپ غریبوں اور مسکینوں سے پیار کرتے تھے۔ آپ اُنکے درمیان اُٹھنا بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ ان کی مدد اور ضیافت کیا کرتے تھے اور انکے جنازوں میں شریک ہوتے تھے۔ آپ نے کبھی غریب کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ آپ ایک ایسے واحد نبی اور پیغمبر تھے جنہوں نے یتیموں۔ مسکینوں اور غریبوں کے ساتھ پیار محبت کا سلوک کیا۔ انہیں عزت دی اوران سے برابری کا سلوک کیا۔ یہ آپ کی شخصیت کا ایک روشن پہلو تھا جو دوسروں میں دیکھنے میں نہیں آتا۔ دنیا کے سارے یتیم خانے آپکی اس روش کے شکر گزار ہیں۔

جب کوئی شخص آپ سے کوئی مشورہ کرنے آتا تو آپ اسے غور سے سنتے تھے۔ اگر آپ کسی سوالی کی درخواست پوری نہیں کر سکتے تھے تو آپ اسکو کچھ اچھے الفاظوں میں نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیتے تھے۔

آپ کا رہن سہن نہایت ہی سادہ تھا۔ آپ ہمیشہ غریبانہ لباس پہنتے تھے۔ آپ نے اپنے رزق کو کبھی برا نہیں کہا۔ آپ اپنے قول اور فعل کے سچے اور امانت دار تھے۔ آپ ہر معاملے میں میانہ روی اختیار کرتے تھے۔ آپ ہر معاملے میں اپنے ساتھیوں سے صلاح

مشورہ کرلیا کرتے تھے اور پھر اس پر ڈٹ کر جمے رہتے تھے۔ آپ نے کبھی بے پروائی سے کوئی کام انجام نہیں دیا۔

آپ اپنے رشتے داروں سے اچھے تعلقات رکھتے تھے۔ آپ نے اپنے قریبی ساتھیوں کے گھرانوں سے شادیاں کر کے خاندانی تعلقات بڑھائے تا کہ آپس میں زیادہ بھائی چارہ بڑھے۔ آپ نے دور دراز کے گھرانوں سے بھی رشتہ داریاں بڑھائیں تا کہ دشمنیوں کے دروازے بند ہو جائیں۔

آپ اپنے ساتھیوں کے گھر جاتے تھے اور ان کی خیریت دریافت کرتے تھے آپ ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بڑائی کرتے تھے۔ آپ کسی مانگنے والے کو انکار نہیں کرتے تھے۔

آپ کی مہمان نوازی اور فراغ دلی بے مثال تھی۔ آپ کی فراغ دلی رمضان کے مہینے میں تو انتہا کو پہنچ جاتی تھی۔ آپ کی فراغ دلی اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ غربت اور آنے والے دن کی فاقہ کشی سے کبھی ڈرتے نہیں تھے۔ آپ کے پاس جو کھانے پینے کی چیزیں آتیں آپ انہیں شام تک لوگوں میں بانٹ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض اوقات آپکو اپنے کنبے سمیت بھوکا ہی سو جانا پڑتا تھا۔

رمضان کے مہینے میں فرشتہ جبرئیل علیہ السلام رات کو آپ کے پاس آتے تھے اور قرآن مجید کو دہراتے تھے۔

میدان جنگ میں آپ ایک بہترین گھوڑ سوار اور تلوار چلانے والے ایک سپاہی اور ساتھ ہی ساتھ ایک اچھے کمانڈنگ جنرل بھی تھے۔ آپ دشمن کے بالکل ہی قریب ہوتے تھے آپ میدان جنگ کے نازک اور مشکل ترین مرحلے میں بھی نہایت بہادری کا مظاہرہ کرتے تھے میدان جنگ میں آپ اپنے غصے کو قابو میں رکھتے تھے۔ جب آپ مشکل وقت میں ہوتے تھے تو آپ صبر و ہمت اور جواں مردی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ جب آپ کو تکلیف پہنچتی تو آپ اور زیادہ صابر اور خاموش ہو جاتے تھے۔

ہر جنگی کامیابی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے روزمرہ کی عبادت میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کرنے کے لیے کہیں زیادہ وقت دینے لگتے تھے۔ (۱۷) اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ نصر ۳۔۱:۱۱۰ میں فرمایا ہے۔ ''اور جب اللہ کی مدد اور فتح حاصل ہو جائے اور آپ دیکھیں گے کہ لوگ جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہو رہے ہوں تو اپنے پروردگار کی تعریفوں کے ساتھ تسبیح کرو اور اس سے مغفرت مانگو۔ بیشک وہ معاف کرنے والا ہے''۔

فتح مکہ کے موقعے پر آپ نے اپنے تقریباً سب ہی پرانے دشمنوں کو معاف کر دیا تھا جنہوں نے کچھ برس پہلے ہی آپکو اور آپکے ساتھیوں کو پورے تیرہ سال اذیتیں پہنچائی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تین سال تک مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا۔ انہیں تنگ کیا تھا۔ انہیں ستایا تھا اور ان کی بے عزّتی کی تھی۔ بدلا لینے کی بجائے آپ نے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔ یہ تھی آپکی زندہ دلی اور انکساری آپ بدلا لینے کے بجائے آپ شیطان صفت لوگوں کو بھی معاف کر دیتے تھے۔ آپ نے اپنے معاملے میں کبھی بھی انتقام نہیں لیا۔ لیکن جب اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا معاملہ ہوتا تھا تو آپ اسکا بدلہ ضرور لیتے تھے۔

آپ ہمیشہ وہ راستہ اختیار کرتے تھے جو آسان اور کم مشکل ہوتا تھا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اسلام کی بلندی کی خاطر آپ نازک وقت میں دشمن سے صلح کے معاہدے بھی کر لیتے تھے آپ کافروں کی بے رخی اور جہالت کو برداشت کر لیتے تھے آپ نے ہر کام اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے لیے کیا نہ کہ آپ نے خود کے لیے۔ آپ جو وعدے کرتے تھے اسے پورا کرتے تھے۔ خندا پیشانی اور درگزاری آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ جو دوسروں کو آپ کے قریب کر دیتا تھا۔

انصاف کے معاملے میں آپ کے قریب سب برابر تھے۔ اسمیں کوئی امیر کسی غریب سے برتر نہیں سمجھا جاتا تھا معیار صرف تقویٰ تھا۔ جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے زیادہ ڈرتا تھا وہ ہی سب سے درجے میں اونچا سمجھا جاتا تھا۔ آپ اپنی تعریف سننا پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ

اپنے ملازم سے کبھی بے رخی یا جھنجھلاہٹ سے پیش نہیں آتے تھے۔ آپ ان پر کبھی الزام بھی نہیں لگاتے تھے۔

مکے کی مجلسوں میں آپکے بیٹھنے کی کوئی خاص جگہ نہیں ہوتی تھی ایسی مجلسوں میں آپ پیچھے بیٹھ جایا کرتے تھے۔ لیکن مدینے میں آپ جب محفلوں میں تشریف لاتے تو لوگوں کو اپنے استقبال کے لیے کھڑے ہونے سے منع فرماتے تھے۔ آپ کی شخصیت میں ایک روحانی مقناطیسی کشش تھی جو لوگوں کو آپ کی طرف کھینچ لاتی تھی۔ آپ کے ساتھی آپ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے اور آپ کی بات فوراً مان لیتے تھے۔ اور آپکے حکم کو ادا کرنے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے۔

مجلسوں میں آپکا رویہ نرم مجازی، سادگی اور ایمان داری کا ہوتا تھا۔ ان مجلسوں میں نہ کوئی زور کی آواز میں بات کرتا تھا اور نہ ہی کوئی شور شرابہ ہوتا تھا۔ آپکی محفلوں میں نہ کوئی بداخلاقی اور نہ ہی کوئی مزاقی ہوتی تھی۔ آپ ناراضگی میں کسی کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے۔

آپ ایک مصروف ترین انسان تھے۔ آپکی عبادات۔ فرض اور تہجد کی نمازیں۔ تبلیغی کام۔ آپ کی جنگوں کی مصروفیات۔ آپکی وفدوں سے ملاقاتیں اور صلاح مشورے۔ یہ سب آپکو مشغول رکھتے تھے۔ جنگوں کے بعد جب کچھ ساتھی شہید ہو جاتے تھے تو بیواؤں کو نکاح میں لیکر اُنکو گھر مہیا کرتے اور انکی اور انکے بچوں کی پرورش کرتے تھے۔ یہ سب آپ پر ایک بھاری بوجھ ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آپکو کبھی بھی کوئی لمبے عرصے تک کا آرام نہیں ملا۔

مدینے کی اسلامک سلطنت میں آپ نے عیسائیوں اور یہودیوں کو اہل کتاب ہونے کے خاطر مذہبی، مالی معاملات اور لین دین کے معاملات میں کافی حد تک مراعات دی تھی۔

یہ تھا مختصراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان شخصیت کا ایک چھوٹا سے خاکہ۔ دراصل دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو آپکی شخصیت کا پورا احاطہ کر سکے۔ آپ تو دنیا کے سب سے بڑے انسان تھے جو انسانیت کی عظیم تر قدروں کو قرآن کی روشنی میں جا پہنچے تھے۔ قرآن مجید میں اللہ سبحان وتعالیٰ نے چار جگہ یہ فرمایا ہے۔

۱۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہدو: اے انسانو! بے شک میں رسول ہوں اللہ کا (بھیجا گیا ہوں) تم سب کی طرف (سورہ اعراف ۱۵۸:۷، سورۃ سبا ۲۸:۳۴، سورۃ انبیاء ۱۰۷:۲۱)

۲۔ اور نہیں بھیجا ہے ہم نے (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے) تم کو اے نبی صلی للہ علیہ وسلم مگر رحمت بنا کر جہان والوں کے لیے (سورہ ال انبیاء ۱۰۷:۲۱)

۳۔ یقیناً ہے تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہر شخص کے لیے جو امیدوار ہو اللہ کا اور یومِ آخرت کا............ (سورہ الاحزاب ۲۱:۳۳)

۴۔ بلاشبہ اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔ اے لوگوں جو ایمان لائے ہو درود بھیجو آپ پر (سورہ الاحزاب ۵۶:۳۳)

۱۴۔ آپ اسلام کا درس دینے کے لئے تشریف لائے

حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام پھیلانے کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے۔ اسلام کے معنی ہیں کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے حکم کے تابع کر دینا۔ آپ نے انسانوں کو بتایا کہ صرف اور صرف اللہ ہی پر وہ ایمان لائیں جو سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ اس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ کوئی بیٹی اور نہ ہی کوئی اور اس کی حاکمیت میں شریک ہے وہ تو یکتا اور واحد اللہ ہے۔ آپ نے لوگوں کو قیامت کے دن سے خبردار کیا اور انہیں آگاہ کیا کہ قیامت کے بعد ایک اور زندگی کا سامنا کرنا ہے۔ یہ دو باتیں انسان کو راہ راست پر رکھنے کے لئے ایک اہم مقام رکھتی ہیں۔ آپ کی ان دو باتوں نے ہی کفار کے صدیوں سے چلے آنے والے جھوٹے اور فرسودہ عقیدوں اور اعتقادات کو ہلا کر رکھ دیا۔ لیکن آپ کے طرزِ کلام میں نرمی، شائستگی اور وقار تھا۔ آپ کم گو انسان تھے۔ آپ کی آمد کے وقت تک انسانی ذہن مذہبی معاملات سے پوری طرح آشنا ہو چکا تھا۔ انسانیت میں کئی مذہبوں کو آتے جاتے دیکھ رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں سے اپنی بات کی سچائی منوانے کے لئے معجزات کا سہارا لینا پڑا تھا (۵)۔ لیکن آپ کے تشریف لانے کے

وقت تک انسانی عقل اور مذہبی شعور اس منزل پر پہنچ گیا تھا کہ وہ خود اپنے طور پر اپنے مذہب' عقیدے' بھلے اور برے کی تمیز کر سکتا تھا۔اب انسان کی عقل اور شعور پوری طرح ابھر چکا تھا۔اب اس کیلئے صرف معجزات ہی کافی نہیں تھے۔انسان کا ذہن' دماغ اور اس کی روح یہ سب ایک ایسے مذہبی فلسفے کی تلاش میں تھے جو ان کے فہم' عقل' سمجھ کو مسخر کر سکے۔انسان کو اپنے ہی قلب میں ایک نئی روشنی کی تلاش تھی۔اسلام نے اسے یہ سب کچھ دے دیا۔قرآن مجید نے اس کی اس تشنگی کو سیراب کر دیا۔قرآن حکیم دنیا کا سب سے عظیم الشان کرشمہ ہے اور حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے ذریعے انسانیت کو نجات کی ایک نئی کرن دکھائی۔آپ ''یقیناً'' انسانیت کے لئے رحمت ہیں'' قرآن مجید سورہ انبیاء۱۰۷:۲۱

پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسانیت کے لئے وہی پیغام لے کر آئے تھے کہ ''اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں''۔پچھلے پیغمبروں کی بھی یہی تعلیم رہی ہے۔اللہ نے اپنے اصولی اور بنیادی پیغام میں کبھی ردوبدل نہیں کی۔وہی سب سے زیادہ طاقتور ہے۔وہی سب کچھ جاننے والا ہے اور وہی سب جگہ موجود ہے(٦) نباتات' حیوانیات اور آسمانی چاند سورج اور ستاروں پر ذرا غور کرنے سے اس بات کی حقیقت صاف ظاہر ہو جاتی ہے۔آسمانوں اور زمین پر ہر چیز انسان کے لئے بنائی گئی ہے۔لیکن انسان خود صرف اور صرف اللہ کی بندگی کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔(۷)

تاہم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہونے کی وجہ سے آپ کا تبلیغی اور تعلیمات کا مشن دوسرے سارے مذہبی رہنماؤں کے مقابلے میں کہیں زیادہ وسیع' جامع اور مکمل تھا۔آپ کی تعلیمات دنیا کے سارے انسانوں کے لئے تھیں نہ کہ کسی خاص خطہ یا قوم یا ماحول کے لئے، ۔آپ کی تعلیمات انسانی زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتی تھیں ۔مثلاً مذہب' معاشرت' اقتصادیات' خاندانی زندگی وغیرہ۔آپ کی تعلیمات ہر زمانے کے لئے تھیں گو وہ ماضی ہو یا حال ہو یا مستقبل یا موت کے بعد آخرت کی یقینی زندگی ہو۔آپ نے لوگوں کو قرآن مجید سکھایا۔آپ نے لوگوں کو دوزخ کے عذاب سے ڈرایا اور بتوں کی پوجا پاٹ سے منع کیا۔ آپ نے کافروں کو دنیا کے ہر شر اور جہالت سے بچانے کی کوشش کی۔ساتھ ہی ساتھ آپ

نے لوگوں کو جنت کی خوشخبری دی اور انہیں ہر طرح سے سمجھایا کہ وہ صرف ایک اللہ ہی کو مانیں اور اسی کی پرستش کریں۔ اس طرح آپ جنت کی خوشخبری دینے والے اور آخرت سے ڈرانے والے تھے۔ آپ نے اسلام کی تعلیم دی۔ اسلام تو دین فطرت ہے۔ اسلام کے معنی ہیں ''اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کے سامنے مکمل اطاعت۔'' اسلام انسانوں کے ذہن، ضمیر اور اس کی زندگی کا پورا احاطہ کرتا ہے اور انہیں مکمل فلاح کا راستہ دکھاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ نے انسان کو جس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے اسے بھی پورا کرتا ہے۔

حضور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کے دلوں پر جمی ہوئی سیاہی دور کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ انسانیت کو روشنی اور سیدھا راستہ دکھانے کے لئے تشریف لائے۔ آپ سچائی اور حق کا دورزرین لانے کے لئے تشریف لائے۔ آپ انسان کی روح کو جواب تک مقید تھی اور جو گھٹ گھٹ کر نجات، دانش اور روشنی کے لئے ترس رہی تھی اسے آزاد کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ گلے سڑے اور بیمار معاشرے کو پاک صاف کرنے کے لئے تشریف لائے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ لوگوں کی قسمت جگانے کے لئے تشریف لائے۔ کیونکہ اب تک وہ ہر غیر چیز کی پرستش کرتے چلے آرہے تھے سوائے اس واحد اللہ کے جو ان کی عبادت کا صحیح مستحق ہے۔ وہ بھٹکے ہوئے تھے۔

۱۵۔ آپ سے مکہ والوں کی دشمنی

جب حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر مکہ میں لوگوں کے دیرینہ اور فرسودہ اعتقادات کے خلاف قرآن کا پیغام پہنچانا شروع کیا تو مکہ والے آپ کے دشمن ہو گئے۔ وہ بدکھلا اٹھے۔ اسلام کے مخالف اور دشمن آپ سے نفرت کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے غلط اور بیہودہ اعتقادات پر ضرب لگانا شروع کر دی تھی۔ اس نئی اسلامی مہم سے کافروں کے عقیدے، طور طریقہ، ان کے مذہب یہاں تک کہ اُن کی تجارت پر بھی اثر پڑ رہا تھا۔ آپ کو

اس وجہ سے طرح طرح کی تکالیف، مشکلات، دھمکیوں اور نئے نئے خطرات کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو مال و دولت، حسین عورتوں سے شادی، یہاں تک کہ آپ کو بادشاہ بنانے کا بھی لالچ دیا گیا کہ آپ ان کے بتوں کی پوجا میں دخل نہ دیں اور نہ ان کے اعتقادات پر حملہ کریں۔ لیکن آپ نے اسلام کی خاطر ان سب تجویزوں کو ٹھکرا دیا۔ تنگ آ کر مکہ کے کافر باشندوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ کی آبادیوں سے الگ تھلگ ایک وادی میں قید کر کے آپکا بائیکاٹ کر دیا۔ نہ کوئی کاروبار، نہ کوئی خرید و فروخت اور نہ ہی کوئی بات چیت، آپ کو ان سب جبر، ظلم اور توہین کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو جان کا خوف بھی دلایا گیا۔ آپ نے ان کی مخالفتوں، اذیتوں، دھمکیوں، ظلم اور ان کی توہین کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ کافروں کی ان ساری تدبیروں کے برخلاف آپ اپنے مشن اور مقصد میں ثابت قدم رہے۔ ان سب رکاوٹوں کے باوجود آپ اپنا کام یکسو ہو کر صبر و تحمل سے کرتے رہے اور آپ اپنی تبلیغ کا کام ایمانداری، خلوص، دیانتداری، وفاداری اور نہایت محنت سے انجام دیتے رہے اور وہ تھا اللہ کا کلام قرآن لوگوں تک پہنچا دینے کا کام۔ آپ اپنے کام کو ہمت و مشقت اور اس جفاکشی سے کرتے چلے گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ نہ کبھی گھبرائے اور نہ اس کام میں رکاوٹ آنے دی۔ اسلام کی تبلیغ کے سلسلے میں آپ قریبی شہر ''طائف'' بھی تشریف لے گئے جہاں آپ کو توہین، پتھراؤ اور زخموں کے سوا کچھ اور نہ ملا۔ اس طرح آپ کی پیغمبری کے پہلے ۱۳ سال مکہ میں بڑی اذیت کے تھے۔ حتیٰ کہ آپ بحکم اللہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے۔ (۸)

۱۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کو ہجرت

اپنی عمر کے ۵۳ ویں سال میں آپ نے مکہ سے مدینہ بحکم اللہ ہجرت کی۔ ہجرت اختیار کرنے کے فوری بعد ہی حالات میں تبدیلی آ گئی۔ مکہ کے نہایت کمزور اور بے بسی کے حالات اب مدینہ میں طاقت اور مضبوطی کا مرکز بن گئے۔ یہ دور مکہ کی زندگی کے دور سے

مختلف ہے۔ یہاں آپ کا اگلا دس سالہ دور کامیابی اور کامرانی کا دور ہے جو قرآن کی ۲۵ مدنی سورتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں مزید دس سال قرآن اور اسلام کی تبلیغ کی۔ حتیٰ کہ آپ اپنے رب سے جا ملے۔ یہاں مدینہ میں ایمان لے آنے والے مسلمانوں کو آپ نے ایک متحد اور منظم گروہ کے سانچے میں ڈھال دیا۔ یہاں مدینہ میں اب اسلام کی تبلیغ بے روک ٹوک کی جا سکتی تھی۔ اب یہاں مدینہ میں حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف مذہب اسلام کے اولین رہنما تھے بلکہ اب وہ ایک نئی اسلامی سلطنت کے سربراہ بھی تھے۔ یہاں مدینہ میں شروع شروع میں آپ ایک چھوٹی سی ریاست کے فرمانروا تھے جو بعد میں بڑھ کر سارے عرب میں پھیل گئی، ہجرت کے آٹھویں سال میں آپ نے مکہ کو فتح کیا۔ آپ پر مذہب اور حکومت دونوں کی ذمہ داری تھی۔ یہاں آپ نے انسانوں کو زندگی اور بندگی دونوں کا ایک نیا اور نہایت ہی پاک صاف انداز دیا۔ آپ نے اپنے آس پاس کی دوسری سلطنتوں اور شہنشاہوں کو اسلام کا پیغام اور اسے قبول کرنے کی دعوتیں دیں۔ اسی مدینہ میں اب جا کر اسلام کی سب سے پہلی مسجد قباء نامی قریبی قصبے میں تعمیر ہوئی اور یہاں سے پہلی مرتبہ اذان کی آواز آسمانوں اور فضاؤں میں بلند ہوئی۔ ''اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں............'' اسی مدینے میں کچھ عرصے بعد آپ کی دیرینہ خواہش کے مطابق قبلے کے رخ میں تبدیلی لائی گئی۔ نماز کا رخ یروشلم کی مسجد اقصیٰ سے بدل کر اب نماز کا رخ مکہ کے خانہ کعبہ کی طرف کر دیا گیا۔

۱۷۔ آپ نے ذہن اور عقل کے ذریعے تبلیغ کی

گمراہ لوگوں کو حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ مخلصانہ اور ایماندارانہ طریقے سے کی۔ آپ نے اپنی تبلیغ میں علم اور سچائی کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں اور عقلوں کو اپنا مطیع کیا۔ اسلام کے سارے اعتقادات اور اصول صرف عقل، فہم اور سچائی پر مبنی ہیں۔ ان میں انسان کی روح کے لئے کوئی الجھن نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام فوراً ہی

انسانوں کے دلوں میں اتر جاتا ہے۔آپ فرمایا کرتے تھے''اللہ نے عقل وفہم سے بہتر اور کوئی چیز پیدا نہیں کی۔'' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر انسان کو اپنا ایک ذاتی محاسب' اپنا ایک ذاتی نفس اور اپنا ایک ذاتی رہنما یعنی اُس کو اپنی خود کی فہم دی ہے۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہر چیز کے بنانے میں ایک سبق اور ایک مقصد رکھا ہے جو اس چیز کا مقدر ہے۔اسلام میں کوئی فضول ٹونے ٹوٹکے نہیں ہیں جو عقل اور سمجھ میں نہ آسکتے ہوں۔لوگ جوق در جوق اسلام میں اسی وجہ سے داخل ہوئے کہ انہوں نے اسلام کی پوری طرح جانچ پڑتال کرنے کے بعد اسے سچا اور با مقصد پایا۔انہوں نے یہ اس وجہ سے کیا کیونکہ وہ سچائی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ اس طرح آپ نے لوگوں کے دماغ، دل اور شعور کو متوجہ کیا نہ کہ ان کے منطقی خیالات کو۔ آپ نے لوگوں کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے عقل' سمجھ اور غور وفکر کے اعلیٰ اسباب و ذرائع استعمال کئے۔آپ نے لوگوں کو یہ ماننے پر مجبور کر دیا کہ کائنات کا رب صرف ایک اللہ ہی ہے اور اس موجودہ زندگی میں اور قیامت کے بعد آخرت میں ایک نئی زندگی گزارنا ہے۔آپ نے لوگوں کو بتایا کہ گزشتہ زمانوں میں اللہ نے اپنا پیغام دے کر بہت سے پیغمبر بھیجے ہیں اور اب وہ اللہ کے آخری پیغمبر ہیں اور قرآن مجید اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے احکامات کی آخری کتاب ہے۔آپ کی ایمانداری' سچائی اور آپ کی دیانتداری نے لوگوں کو آپ پر بھروسہ کرنے پر مجبور کر دیا۔انسانی تاریخ میں کسی اور مذہب میں لوگوں کو اتنی تیزی سے داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔یہ ایک کرشمہ تھا کہ صرف ۲۳ برسوں میں جاہل اور ضدی عرب بدوؤں کی ٹولیوں کی ٹولیاں اسلام سے متاثر ہو کر مخلص اور پکے مسلمان ہو گئے اور وہ آپ کی قیادت میں چاروں طرف سے کھنچ کھنچ کر جمع ہو گئے اور انہوں نے آپ کو اللہ کا آخری نبی اور رسول تسلیم کر لیا۔یہ آپ کی با مقصد زندگی اور تبلیغ کا ایک کرشمہ تھا جسے آپ نے لوگوں کے سامنے ان کی عقل، فہم اور سمجھ بوجھ کی کسوٹی پر پرکھ کر پیش کیا اور اس طرح ان میں اخلاقی' دماغی اور روحانی بیداری پیدا کر دی۔

۱۸۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاقیات کا درس دیا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کو اخلاقیات کا ایک عظیم درس دینے کیلئے تشریف لائے۔آپ دنیا کے مختلف زبانوں، رنگوں، نسلوں، عقیدوں اور مختلف ملکوں کے لوگوں کو آپس میں ملانے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسانیت جگانے کے لئے تشریف لائے۔آپ بے کسوں کے دوست، مجبوروں اور محتاجوں کے مددگار۔ متقیوں کے رہنما، بے سہاروں کا سہارا، بیواؤں، یتیم اور کمزوروں کا آسرا اور ٹھکانہ تھے۔آپ ان سب کے لئے طاقت کا ایک سرچشمہ تھے جن کے پاس کوئی طاقت اور سہارا نہیں تھا۔آپ ضرورت مندوں کے مددگار اور غلاموں کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے تشریف لائے۔آپ نے عورتوں کو نجات دلوائی اور ان کو ان کے وہ حقوق، وہ مقام عزت، وہ احترام، وہ آبرو اور وہ تحفظ دلانے کے لئے تشریف لائے (۹) جس کی مثال انسانیت کی تاریخ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔آپ غریبوں کی طاقت اور سہارا تھے۔آپ مایوس اور دلبرداشتہ انسانوں کے لئے ایک امید کی کرن بن کر تشریف لائے۔آپ انسان کو اس کے اللہ سے جو اس کا خالق اور مالک ہے ملانے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسان کی گھٹیا اور گھناؤنی خواہشات کو ڈھا دینے کیلئے تشریف لائے۔آپ بت پرستی کو مٹا دینے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسان کو جہالت، جھوٹ اور بت پرستی سے کھینچ کر باہر نکالنے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسان کو اخلاقی اور روحانی ان بلندیوں پر لے جانے کے لئے تشریف لائے۔جس کا وہ اللہ کی زمین پر نائب ہونے کی حیثیت سے مستحق ہے۔اور جسے علم حاصل کرنے کی اور سچ اور جھوٹ میں تمیز کرنے کا شعور ہے۔آپ انسانوں کو سچ کی راہ دکھانے کو تشریف لائے اور انسانوں کو اندھیرے سے اجالے میں لے آنے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسانوں کو وہ راستہ دکھانے کیلئے تشریف لائے جو صراط مستقیم ہے اور جس میں اس کی روح کے لئے اطمینان اور سکون قلب ہے۔آپ انسانوں کے کردار اور قدروں کو سنوارنے کے لئے تشریف لائے۔وہ انسانوں کو ان کی منزل پر پہنچانے کے لئے تشریف لائے۔یعنی انتہائی سچائی یعنی اللہ تعالیٰ۔

۱۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی رہنمائی کرنے کیلئے تشریف لائے

آپ لوگوں کو نماز اور دوسری عبادات کے طور طریقے سکھانے کے لئے تشریف لائے۔آپ نے انسانیت کو نہایت مہذب، پاک صاف اور خوبصورت زندگی گزارنے کے طریقے سکھائے۔آپ نے امیر کو دینا سکھایا اور غریبوں کو اپنی غربت میں باوقار، مطمئن اور صابر رہنا سکھایا۔آپ نے انسانوں کو قناعت پسندی اور دنیا کی ہوس اور لالچ کے جال سے دور رہ کر مطمئن زندگی گزارنا سکھایا۔آپ نے خود پسندوں کو حق پسندی سکھائی۔آپ کی تعلیمات سے جاہل بھی روشن دماغ ہو گئے۔آپ غلط عقائد، باطل خیالات اور اندھی تقلید کا خاتمہ کردینے کیلئے تشریف لائے۔آپ شیطان صفت لوگوں کو پاک باز بنانے اور معاشرے کے کمزور اور دبے ہوئے لوگوں کو باہمت، طاقتور اور مضبوط بنانے کے لئے تشریف لائے۔آپ لوگوں کی بے چین، تشنہ اور بے قرار روحوں کی تسکین، امن اور اطمینان پہنچانے کے لئے تشریف لائے۔آپ یہ بتانے کیلئے تشریف لائے کہ ''انسانوں کے دلوں کو اللہ کی یاد سے ہی چین ملتا ہے۔'' قرآن سورہ رعد ۲۸:۱۳ آپ انسانوں کی زندگی کو با مقصد اور کامیاب بنانے کے لئے تشریف لائے اور ساتھ ہی لوگوں سے اللہ کے تخلیق کائنات کی مصلحت، مقصد اور ان کا حق پورا کرانے کے لئے تشریف لائے۔آپ انسانوں کو قیامت کے دن یعنی سزا اور جزا کے دن سے خبردار کرنے کیلئے تشریف لائے کہ جس دن اللہ لوگوں کے اچھے اور برے اعمال کے مطابق انسانوں کی قیامت کے بعد کی زندگی کا فیصلہ کرے گا تو پھر انسان اپنے پچھلے اعمال کے مطابق قیامت کے بعد والی زندگی یا تو جنت میں گزارے گا یا پھر دوزخ میں۔(۱۰) دراصل آپ انسانیت کو دین اسلام پہنچانے کے لئے تشریف لائے تاکہ انسان اپنے آپ کو اللہ اور اسلام کے مکمل تابع کردے۔

۲۰۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی

آپ کی شخصیت نے لوگوں کی زندگیوں پر گہرا اثر ڈالا۔لوگوں کو راہ راست پر لانے

اوران کی رہنمائی کرنے میں آپ کی شخصیت اورآپ کی طرزِ قیادت کاایک انوکھاہی انداز تھا۔آپ کے ماننے والے آپ کے مکمل وفاداراورتابع فرمان تھے۔آپ نے جوکہالوگوں نے اسے مانااوراس پرعمل کیا۔آپ نے جیساعمل کیالوگوں نے بھی ویساہی عمل کرنے کی کوشش کی۔ہرطرف سے لوگ آپ کے اردگردآنے لگے۔ان لوگوں نے دین اسلام کی خاطراپناسب کچھ وقف کردیا۔اپنامال،اپنی دولت،حتیٰ کہ اپنی زندگیاں بھی۔دین اسلام اصل میں دین حق ہے۔لوگوں نے صاف طورپرآپ کی قیادت میں اپناخودبھلاہوتے دیکھا۔لوگوں نے جب آپ پیغمبرمحمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کواپنامحسن اورخیرخواہ پایاتوانہوں نے آپ کواپنی زندگی کارہنمااورحاکم اعلیٰ تسلیم کرلیا۔وہ آپ کی اطاعت کرتے تھے۔وہ آپ کی پیروی کرتے تھےاوروہ اپنی ذات سے زیادہ آپ کی عزت اورآپ سے محبت کرتے تھے۔لوگوں نے آپ کی خاطراوراسلام کی خاطرذلتیں،رسوائیاں طعنے،مصیبتیں اورہرقسم کی تکلیفیں برداشت کیں۔انہیں گھوڑوں سے باندھ کرعرب کی تپتی ریت پرگھسیٹاگیاان کاشہرمکہ سے تین سال تک بائیکاٹ کیاگیااورانہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی گئیں،لیکن لوگوں نے حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کونہیں چھوڑا۔انہوں نے آپ کوکبھی دغانہیں دیا۔لوگوں کا روحانی تعلق آپ سے بےانتہامضبوط گہرااوراٹوٹ تھا۔آپ کی تعلیمات میں لوگوں کوپختہ یقین تھاکہ انہوں نے بغیرکسی چوں چرااورہچکچاہٹ کے آپ کی اطاعت کی۔آپ کی شخصیت میں ایک بےپناہ کشش اورلگاؤتھااورآپ کی تعلیمات سچائی اورروشن رہنمائی سے اتنی بھرپورتھیں کہ وہ لوگوں کے دلوں اوردماغوں پرپوری طرح چھاگئی تھیں۔اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجیدکی سورہ نساء۸۰:۴میں فرمایاہے۔"جس شخص نے رسول کی فرمانبرداری کی بیشک اس نے اللہ کی فرمانبراری کی۔" حضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی اورروحانی طاقت اس قدرپرکشش تھی کہ بڑے بڑے ضدی اورمغرورلوگ بھی آپ سے متاثرہوئے بغیرنہیں رہ سکتے تھے۔(۹) یہ تھاآپ کی شخصیت کاعظیم الشان کارنامہ۔لوگوں کا اس عظیم ہستی سے اس قدرمحبت کرنا،اس قدرفرمانبرداری کرنااورآپ کواپنے آپ پرترجیح

دینا یہ تو دنیا کی سوشل سائنس دانوں کے لئے گہرے غور و فکر کا خود ایک مضمون ہے۔

سورۃ النساء ۸۰:۴ جو رسولؐ کی فرمانبرداری کریگا تو بیشک اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔

۲۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کردی ہیں

آپ کی قیادت اور تعلیمات میں لوگوں کے دلوں اور دماغ میں ایک انقلابی اور ایک ولولہ خیز تبدیلی پیدا کردی۔ انہوں نے آپ کو قریب سے اور غور سے دیکھا اور پرکھا۔ آپ کی شخصیت اور کردار اب لوگوں کی روزمرہ کی زندگی میں اثر انداز ہونے لگے۔ انسانیت کی تاریخ میں انسانی ذہن نے کبھی اتنی زیادہ تیز اور اتنی مکمل تبدیلی نہیں دیکھی تھی۔ آپ نے اسلام کے متعدد ارکان و مناسک رائج کئے۔ مثلاً صلوۃ (نماز)' زکوۃ، حج اور روزہ وغیرہ۔ ایمان کی بے پناہ خوبیوں اعتدال پسندانہ تعلیمات اور بلند اقدار کو دیکھ کر حقیقت پسند لوگوں نے ان تمام احکامات کو فوراً قبول کرلیا۔ ان پر اسلام کا اثر اتنا زیادہ ہونے لگا کہ لوگوں کی ساری کی ساری زندگیاں ہی بدل گئیں۔ مغرور خاکسار بن گئے۔ مسلمان بھائی بھائی کہلانے لگے۔ غلط کار نیکوکار بن گئے۔ ان کے عادات و اطوار بدل گئے۔ ان کے رسوم و رواج اور طور طریقے بدل گئے۔ ان کی سوچ بدل گئی۔ ان کی خصلتیں بدل گئیں۔ باہمی رقابتیں اور جنگیں ختم ہوگئیں۔ آپس کی نفرتیں محبتوں میں بدل گئیں۔ ہمدردی اور رواداری عام ہوگئی۔ ان کے لباس بدل گئے اور ان کی شکلیں اور حلیے بدل گئے۔ ان کی ذاتی زندگی' خاندانی زندگی اور معاشرتی زندگی سب کی سب پستی سے اٹھ کر انسانی کردار کی اونچی منزلوں کی طرف چل پڑیں۔ زندگی کا نصب العین ہی بدل گیا۔ انسان کا کردار اور قدریں بدل گئیں۔ ان کے خیالات، اعتقادات اور ان کی روحیں بدل گئیں۔ مختصراً انسان انسانیت کے بہترین سانچے میں ڈھل گیا جس پر اب اسلامی تمدن کی مہر لگ گئی۔ (۱۱) اسی وجہ سے مسلمان اپنے لباس میں' اپنے کردار میں' اپنے اعتقاد میں اور اپنے طور طریقوں میں دنیا بھر کے لوگوں سے منفرد نظر آتا ہے۔ سچ یہ ہے کہ آپ کی شخصیت دنیا بھر کے سارے مذہبی رہنماؤں سے اعلیٰ' برتر اور زیادہ حوصلہ افزاء تھی۔ (۱۲۔۱۳)

۲۲۔ دین اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے

دین اسلام قبول کرنے میں نہ تو کوئی جبر ہے، نہ کوئی طاقت کا استعمال اور نہ ہی کوئی دنیاوی لالچ۔ اسلام کا قبول کرنا تو انسان کی اپنی عقل، فہم اور اس کے اندر کی روشنی پر منحصر ہے اور سب سے بڑھ کر اس اللہ کی رضا اور اس کی ہدایت کا ہونا۔ دنیا کے بنائے ہوئے قاعدے اور قانون معاشرے کو اپنی نگرانی میں چلا تو سکتے ہیں لیکن وہ دائمی نہیں ہیں جبکہ اللہ کے بنائے ہوئے قانون بغیر نگرانی کے نہ صرف معاشرے کو سدھارتے اور ابھارتے ہیں بلکہ وہ دائمی اور قائمی بھی ہیں اور ظاہر کے ساتھ انسان کے اندر کو بھی تبدیل کرتے ہیں۔ معاشرے کو چلا لینا ایک عارضی بات ہے لیکن اسی معاشرے کو سدھار کر ابھار دینا اسلام ہی کا کمال ہے۔ انسان کے دل میں ہمیشہ سے ہی ایک تشنگی، تمنا اور آرزو رہتی ہے کہ وہ کسی اچھی ڈگر پر چلے اسلام اسی تشنگی، آرزو اور تمنا کو پوری طرح سیراب کرتا ہے جب انسان کی روح اس کیفیت سے بیدار ہوتی ہے تو بس انسان کو یہی سمجھ میں آتا ہے کہ زندگی کو گزارنے کے لئے اللہ کے مقرر کئے ہوئے قانون سے بڑھ کر اور کوئی دوسرا راستہ ہو ہی نہیں سکتا۔ بس انسان ایک دم اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے۔ اسلام تو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ سچائی کی تلاش میں انسان غور و فکر کرے، تفتیش کرے اور حق کی جستجو کرے۔ لوگوں نے اسلام اپنی مرضی سے قبول کیا ہے۔ اسلام کے جامع اور ٹھوس دلائل انسان کے دل اور ذہن کو بغیر کسی شبہ کے قائل کر دینے کیلئے کافی تھے۔ انسان کا ذہن اور اس کا دل دونوں اسلام کی سچائی کو مکمل طور پر تسلیم کر لیتے تھے اور تب جا کر وہ اپنے مذہب کو خیر باد کہتا تھا اور اسلام کے سنہری دائرے میں داخل ہوتا تھا۔ پھر وہ اپنے آپ سے کہتا تھا کہ "میں نے قدم اٹھا لیا ہے" اسلام دوسروں پر کوئی طاقت اور زور کی بناء پر نہیں تھوپا گیا بلکہ اسلام کے فلسفے کی طاقت خود ہی اتنی زیادہ ہے کہ وہ انسانوں کے دلوں میں پوری طرح اتر جاتا ہے۔ اسلام کی سچائی، اس کی تعلیمات اور اس کی روحانی قوت ہی ایسی جامع اور پائیدار ہے کہ اسلام تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ جو بات دوسرے مذاہب نہ سمجھا سکے اور نہ سکھا سکے اسلام نے اسے چند سادہ لفظوں میں انسانوں کے ذہنوں میں اچھے اور مضبوط طریقے سے اتار دیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ ۲:۲۵۶ میں فرمایا ہے کہ ''دین اسلام میں زبردستی نہیں ۔ ہدایت اب گمراہی سے الگ ہو کر سامنے آچکی ہے تو جو شخص بتوں پر اعتقاد نہ کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اس نے ایسی مضبوط رسی ہاتھ میں پکڑ لی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ۔۔'' اسلام کی سچائی تو اندھیروں کو ختم کر دینے کیلئے آئی ہے۔ اسلام نے صراط مستقیم یعنی زندگی کا سیدھا راستہ نمایاں طور پر ٹیڑھے راستے سے الگ کر کے دکھادیا ہے۔ بیمار ذہن کے لوگ اور اسلام کے مخالف دشمنوں نے غلط اور جھوٹا الزام لگایا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ یہ تلوار کی طاقت نہیں تھی' بلکہ یہ طاقت تو دین اسلام کی طاقت تھی۔ سچ تو یہ ہے کہ مدینے سے مسلمانوں کی پرامن ٹولیاں اسلام اور قرآن کی دعوت دینے کیلئے قریبی علاقوں میں آیا جایا کرتی تھیں جہاں وہ وہاں کے باشندوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا کرتی تھیں ۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ٹولیوں کو سمجھا دیا تھا کہ انہیں اسلام کی تبلیغ کرتے وقت لوگوں سے اپنی حکمت عملی میں نرمی' رواداری' مروت' درگزر اور احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ آپ نے اسلام کی دعوت میں کبھی بھی طاقت' زور اور جبر کے استعمال کو مناسب نہیں سمجھا۔ لیکن ہوتا یوں تھا کہ جب اسلام کے مخالف گروہ محسوس کرنے لگتے تھے کہ ان کے باپ داداؤں سے چلے آنے والے عقیدے اور طور طریقے اسلام کے اعلیٰ ترین اصولوں کی زد میں مسمار ہونے والے ہیں تو وہ مسلمانوں کی ان تبلیغی ٹولیوں پر یکا یک جنگی حملہ کر دیتے تھے۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو بھی اپنی حفاظت کے لئے اپنا دفاع کرنا پڑتا تھا اور جب یہ سلسلہ شروع ہو جاتا تھا تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا کیونکہ اسلام کے مخالفین نے تو اسلام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ اس کے لئے وہ کوئی نہ کوئی بہانہ ڈھونڈ کر مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی یہ پرامن تبلیغی ٹولیوں کی شکل جنگی ٹولیوں اور ٹکڑیوں میں تبدیل ہو جاتی تھی اور یہ سب کچھ مسلمانوں کو اپنے بچاؤ کی خاطر اور اسلام کے بچاؤ کی خاطر کرنا پڑتا تھا۔ اسلام کی یہ تبلیغی جماعتیں کبھی کسی پر حملہ آور نہیں ہوتی تھیں ۔ اسلام کی تاریخ میں جتنی بھی جنگوں کا ذکر آیا ہے وہ سب اسلام کے دفاع کے لئے تھیں ۔ مسلمانوں نے اپنی تلواروں کو میان سے باہر کھینچ نکالنے میں کبھی بھی زیادتی نہیں کی۔

۲۳۔ اسلام اور جہاد

حق نے باطل کو باہر نکال پھینکا ہے۔

یہ کہانیاں کہ مسلمانوں نے اسلام پھیلانے کے لئے اپنی ننگی تلواروں سے ساری دنیا پر حملہ کر دیا تھا ایک بڑا بے ہودہ سراسر جھوٹ اور من گھڑت پروپیگنڈہ ہے جو مغرب کے شرارت انگیز تاریخ نویسوں نے پھیلایا ہے بات یہ تھی کہ مکہ میں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسلامی تعلیم سے مکہ کے طاقتور قریش نامی قبیلہ کی جڑیں ہل گئی تھیں اور اس وجہ سے ان کے غصہ کی انتہا نہ رہی تھی اس لئے انہوں نے حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار ساتھیوں کو ہر طرح سے ہراساں کیا حتیٰ کہ آپ کو جان سے مار ڈالنے کا منصوبہ بھی تیار کر لیا۔ آخر کار مکہ میں ۱۳ سال کی مصیبتوں اور اذیتوں کو برداشت کرنے کے بعد آپ اللہ کے حکم سے مدینے کو ہجرت کر گئے۔ یہاں مدینے میں بھی آپ کو اسلام کے دشمنوں نے چین سے رہنے نہیں دیا۔ اسلام کے دشمن اور مخالفین نے آپ کو متعدد محاذوں پر جنگیں کرنے پر مجبور کر دیا تا کہ آپ کو اور اسلام کو شکست ہو۔ کافروں نے مکہ سے آ کر آپ پر مدینے میں حملے کئے اور اسلام کا خاتمہ ہی کر ڈالنا چاہا تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ حکم قرآن ان سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔

جہاد کے معنی ہیں انتہائی درجے کی کوشش کرنا۔ اللہ نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ ۱۹۳۔۱۹۰:۲ میں فرمایا ہے کہ ''اور (اے ایمان والو!) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرنا کہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا.........اور ہاں' اگر وہ تم سے لڑیں، تو تم انہیں قتل کر ڈالو اللہ نے سورہ توبہ ۲۰:۹ میں جہاد کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ قرآن میں ۲۸ دفعہ جنگ کا حکم آیا ہے'' اللہ کے اس حکم کے بعد آپ نے کافروں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ (۱۴) ایک مسلمان جنگ کے خطرات، دشواریوں اور مصیبتوں سے بالکل بے خوف ہوتا ہے۔ وہ ان سے ڈرتا نہیں کیونکہ جنگ کی مصیبتوں میں اللہ کی مدد اس کے شامل حال ہوتی ہے۔ اگر وہ شہید ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت میں اعلیٰ مقام حاضر ہے جہاں وہ زندہ رہتا ہے اور اسے رزق بھی ملتا رہتا ہے۔ اور اگر اسے فتح نصیب ہوتی ہے (۱۵) تو وہ دنیا ہی میں فاتح اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں مسلمان ایک بے انتہا نڈر

اور بے خوف سپاہی ہوتا ہے۔ اللہ کے آخری نبی خود ساری جنگوں کے دفاع کی تدبیریں اور منصوبے بنایا کرتے تھے اور اس کے بعد ان کے لئے موٹے موٹے اصول اور پھر ان کے بھی چھوٹے سے چھوٹے طریقے کار کی وضاحت کر دیا کرتے تھے۔ ایسا کرتے وقت آپ اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ ضرور کرلیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ ایک انسان سے بڑھ کر ایک ماہر اور تجربہ کار سپہ سالار بن گئے۔ (۱۶) جب آپ میدان جنگ میں ہوتے تو آپ نہ صرف سپہ سالار کی ذمہ داریاں اور عہدہ سنبھالتے تھے بلکہ آپ ایک عام سپاہی کی طرح جنگ میں حصہ بھی لیتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ ایک عام مزدور کی طرح ،محنت اور مشقت بھی کرتے تھے۔ آپ کی جسمانی قوت اور قوت مدافعت اتنی زیادہ تھی کہ آپ بڑی سے بڑی تکلیفیں، دشواریاں اور مشکلات کو بھی برداشت کر لیتے تھے۔ آپ سخت گرمیوں اور شدت کی سردیوں میں لمبے لمبے سفر کرتے تھے جن میں جنگی خطرات اور مشکلات کا ہمیشہ ہی خطرہ لگا رہتا تھا۔ آپ نے اُن عرب بدوؤں کو یکجا اور متحد کر دیا جو اب تک آپس کی لڑائی جھگڑوں میں ہی لگے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں بہادری کا جذبہ اور ایک اللہ پر بھروسہ کرنا سکھا دیا۔ جسکی وجہ سے انہوں نے یکے بعد دیگرے جنگوں میں فتوحات حاصل کیں جن کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ اکثر دشمن کی فوجی تعداد آپکی فوج کی تعداد سے تین گنا زیادہ ہوتی تھی لیکن پھر بھی آپ نے حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کیں۔ دنیا کی تاریخ میں کوئی اور مذہب اتنی تیزی سے نہیں پھیلا جتنا کہ اسلام آپ کی وفات کے سو سال کے عرصہ میں ہی نہ صرف رومی سلطنت بلکہ کسریٰ کی سلطنت کا بھی خاتمہ کر دیا گیا۔ جذبہ اسلام سے سرشار عرب کے ان مجاہدوں نے فتوحات حاصل کیں اور مشرقی ایران سے لے کر شمالی افریقہ، اسپین اور جنوبی یورپ تک تیزی سے پھیل کر اس پر چھا گئے۔ یہ علاقہ جو مسلمانوں کے قابو میں آیا تاریخ میں دنیا کی کسی دوسری حکومت کے علاقوں سے کہیں زیادہ بڑا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کا قبضہ ان علاقوں پر دوسری اور حکومتوں سے کہیں زیادہ دیر تک رہا۔ تقریباً ایک ہزار سال۔ اسلام نے تو دنیا کا مذہبی نقشہ ہی بدل کر رکھ دیا تھا۔ تو یہ تھا آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل قیادت کا اثر! اور ظاہر ہے جہاں کہیں بھی مسلمان گئے وہاں کے بے حساب باشندوں نے اسلام قبول کیا۔

اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵۳ برس کی عمر سے لے کر ۶۳ برس کی عمر تک یعنی وفات تک دشمن کافروں سے جنگ کرتے ہی گزاری۔ اتنی زیادہ جنگیں اس بات کا جیتا جاگتا ثبوت ہے کہ کافروں کی دشمنی آپ سے کس قدر زیادہ تھی۔ آپ نے خود ستائیس جنگوں میں اپنے فوجی لشکروں کی رہنمائی کی اور ان میں سے ۹ جنگیں تو ایسی خطرناک تھیں جن میں اچھا خاصہ خون خرابہ بھی ہوا تھا۔ بعض اوقات آپ خود زخمی ہوئے اور موت سے بال بال بچے، جنگ بدر، احد، خندق اور حنین تو خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان سب کے علاوہ آپ کی جسمانی اور روحانی طاقت اور قوت برداشت اتنی زیادہ تھی کہ وہ ان سب مصیبتوں اور سختیوں کو برداشت کر لیتے تھے جو دشمن آپ پر اور آپ کے جان نثار ساتھیوں پر توڑتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے جذبات اور احساسات کو اپنے قابو میں رکھتے تھے۔ ان بڑی جنگوں کے علاوہ آپ نے اور ۳۸ مہموں کی تیاری اپنی نگرانی میں کروائی اور پھر انہیں اپنے اعلیٰ سپہ سالاروں کے زیر کمان دشمنوں سے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ ہم جب ان جنگوں کے بارے میں غور کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے اور ہم حیران رہ جاتے ہیں کہ ان جنگوں کی تیاری میں آپ کس قدر محنت اور غور وفکر سے کام لیتے تھے۔ آپ کی جنگی حکمت عملی کس قدر گہری اور پیشہ ورانہ ہوتی تھی۔ آپ اس قدر بالغ نظری، بیدار مغزی اور احتیاط سے میدانِ جنگ میں اترتے تھے اور اپنے سپاہیوں کی تعینات کرتے تھے۔ ان سب کارروائیوں میں آپ خود موجود ہوتے تھے اور ہمت اور دلیری کا نمونہ اور سر چشمہ ہوتے تھے۔ کیسا تھا یہ آپ کا جذبہ اور آپ کا لگاؤ! کیسی تھی یہ محنت اور کیسی تھی یہ ہمت اور کیسی تھی یہ قوتِ برداشت! آپ نے یہ جنگیں مذہب اسلام کی خاطر لڑیں، نہ کہ کسی ذاتی ہوس کے لئے نہ ہی کسی سیاسی فائدے کے لئے اور نہ ہی کچھ علاقوں کو اپنے قابو میں لانے کی غرض سے۔ ان ساری جنگی کامیابیوں سے آپ میں کوئی فخر کی لہر نہیں اٹھی۔ آپ کی کامیابیاں کوئی آپ کی ذاتی ناموری کے لئے نہیں تھیں۔ ان کا مقصد تو صرف اسلام کو پھیلانے کے لئے تھا تاکہ ایک عظیم الشان بین الاقوامی اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے۔ دنیا کی تاریخ میں اب تک ایسا کوئی سپہ سالار نہیں آیا جس نے اس قدر جنگیں لڑی ہوں جتنی کہ اسلام کے اس مرد اول

آنحضرت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑیں اور یہ سب آپ نے اسلام کے دفاع کی خاطر، اللہ کے نام کی خاطر، اوراس کے پیغام قرآن مجید کی خاطر لڑیں۔ کسی عالم کا قلم، کسی معلم کا وعظ اور کسی مالدار کا عطیہ بھی ایک طرح سے اللہ کی راہ میں جہاد ہیں۔ قرآن میں جہاد کا ذکر ۲۸ مرتبہ ہے ۵:۲۱، ۴:۷۸، ۴:۷۴، ۴:۷۱، ۳:۱۵۷، ۲:۱۹۱، ۲:۱۹۰، ۲:۱۵۴،
۸:۶۰، ۸:۱۹، ۸:۱۶، ۸:۱۶، ۸:۱۵، ۸:۱۲، ۸:۶، ۷:۱۳۶، ۷:۱۲۸، ۴۶:۳۵، ۴۲:۳۹،
۲۲:۳۹، ۱۰:۱۰۹، ۹:۲۰، ۸:۶۶، ۸:۶۵، ۷۳:۱۱۰، ۶۱:۴، ۵۲:۴۸، ۴۷:۴ (کل ۲۸)

۲۴۔ آپ کی غیر مسلموں سے رواداری اور حسن سلوک

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ غیر مسلموں کے ساتھ ایسا نیک اور رواداری کا سلوک کیا جو انسانی اخلاقی قدروں میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہے اور جو دوسروں کے لئے بھی مشعل راہ اور ایک نمونہ ہے۔ (۱۹) اسلام ہے ہی وہ مذہب جس میں محبت، نرمی، رحم اور درگذر ہے اور ساتھ یہی دوسروں کو اپنے مذہب کو ماننے کی پوری آزادی دیتا ہے۔ اس لئے آپ نے کبھی غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا اور نہ کبھی کسی زور یا طاقت کا استعمال کیا۔ اور یہی قرآن مجید کا حکم تھا۔ ایک مسلمان کے لئے اس کا اللہ ہی ہے جو موسیٰ (علیہ السلام) اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کا خدا ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ پچھلے آئے ہوئے اللہ کے سارے پیغمبر اسلام میں بڑے احترام اور عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اس لئے آپ کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام اور مریمؑ کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیات بڑی محترم تھیں۔ ان پیغمبروں کے ماننے والوں کو قرآن مجید میں اہل کتاب کہا گیا ہے۔ اسی وجہ سے یہودیوں اور عیسائیوں کو مدینے کی اسلامی ریاست میں ایک خصوصی مقام حاصل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ ۲:۲۱۳ میں فرمایا ہے کہ "(شروع میں) سب لوگوں کا ایک ہی مذہب تھا (لیکن وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے) تو اللہ نے (ان کی طرف) خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والے پیغمبر بھیجے اور ان پر سچائی کے ساتھ (آسمانی) کتابیں نازل کیں تاکہ جن معاملوں میں لوگوں کو اختلاف تھا ان باتوں کا فیصلہ کر دے اور اختلاف بھی انہی لوگوں نے کیا تھا جن کو کتابیں دی گئی تھی۔ اس

کے باوجود کہ ان کے پاس (اللہ کے) کھلے حکم آ چکے تھے (اور یہ اختلاف انہوں نے صرف اپنی (آپس کی ضد سے کیا) تو جس حق بات میں یہ اختلاف کرتے تھے، اللہ نے اپنی مہربانی سے مسلمانوں کو اس کی (قرآن کے ذریعے) راہ دکھا دی اور اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھا دیتا ہے۔'' اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قرآن مجید کی سورہ مائدہ ۴۴:۵ میں فرماتا ہے کہ ''بے شک ہم نے (یعنی اللہ نے) تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔'' آگے سورہ مائدہ ۴۶:۵ میں فرمایا کہ ''اور انہی پیغمبروں کے بعد انہی کے قدموں پر ہم نے (یعنی اللہ نے) مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھیجا' جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور (وہ) تورات کی جو اس سے پہلے کی (آسمانی) کتاب ہے تصدیق کرتی ہے.........''

آگے سورۃ آل عمران ۱۷۹:۳ میں فرمایا ہے کہ ''اللہ پر اور پیغمبروں پر ایمان لاؤ۔'' آگے سورۃ مائدہ ۸۲:۵ میں فرمایا ہے کہ ''......... تم دیکھو گے کہ دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم انصاریٰ (یعنی عیسائی ہیں) یہ اس لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتے۔'' قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ۱۳۶ دفعہ آیا ہے اور مریم علیہ السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بغیر باپ کے پیدائش اور ان کی والدہ حضرت بی بی مریم علیہ السلام کی پارسائی کا ذکر ہے۔ چونکہ مسلمان تمام گذشتہ پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے لوگوں پر کوئی جبر نہیں ہے کہ وہ اسلام قبول کریں۔ اسلام کی تبلیغ میں ٹھوس دلائل' سچائی سے بھرپور اور ایماندارانہ بحث مباحثہ ہی وہ طریقے تھے جن کے ذریعے ان کو حق' سچائی' ہدایت اور روشنی کا راستہ دکھایا گیا کہ اللہ کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس طریقہ کار سے اوروں کی صرف نفس عدل ہی کو چیلنج کیا گیا۔ اسلام نے بغیر کسی جبر اور طاقت کے، بغیر کسی بندش اور مجبوری کے ایک نہایت ہی کھلم کھلا اور روشن خیال تبلیغی نظام اختیار کر رکھا ہے جو اس معاملہ میں دوسرے مذہبوں کی بھی رہنمائی کرتا ہے اور دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے جب اسلامی تبلیغ کے باوجود شرارت پسند اور ہٹ دھرم لوگ دین اسلام سے منہ پھیر لیں تو قرآن مجید مذہبی

درگذر اور رواداری کے معاملے میں سورۃ الکافرون ۱۰۹:۶ میں یوں فرماتا ہے کہ ''تو تم اپنے دین پر (چلو) اور میں اپنے دین پر۔'' دراصل اسلام میں مذہبی درگذر مذہبی نفرت سے کہیں زیادہ اونچا مقام رکھتی ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے جو اہل کتاب کہلاتے ہیں مدینے کی اسلامی ریاست میں خصوصی رعایتیں تھیں۔ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ساتھ نیک خواہشات، رواداری کا نیک سلوک کیا۔ انکی مذہبی کتاب کی اور ان کے سینا گاگ اور گرجا گھروں کی حفاظت کی گئی۔ نہ کسی سینا گاگ کو، نہ کسی چرچ کو نہ کسی صلیب کو ہاتھ لگایا گیا۔ ان کو اپنے مذہبی عقائد کے ماننے میں مکمل آزادی تھی اور ان کی اپنی جائیدادیں مدینہ کی اسلامی ریاست کی حفاظت میں تھیں۔ وہ اپنی مرضی سے کوئی بھی پیشہ اختیار کر سکتے تھے اور اپنی دولت جس طرح چاہتے خرچ کر سکتے تھے۔ ریاست کی طرف سے ذمہ داری اور تحفظ کے عوض میں ان پر ایک معمولی سا ٹیکس لگایا گیا تھا جس کا نام تھا جزیہ۔ اس طرح جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کو بغیر تعصب اور دشمنی کے انہیں اسلامی ریاست کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ان سے رواداری اور پاسداری کا نیک سلوک کیا۔

۲۵۔ آپ کا طرزِ زندگی بحیثیت سربراہ ریاست اسلام

آپ عرب کے ریگستان میں ایک چرواہے کی حیثیت سے ہوں، یا آپ شام کے بازاروں میں ایک تاجر کی حیثیت سے ہوں، یا آپ غار حرا کے اندھیرے میں عبادت اور مراقبے میں مصروف ہوں، یا آپ مکہ اور مدینہ میں ایک معلم کی حیثیت سے تبلیغ اسلام کا کام کر رہے ہوں یا آپ مکہ کے فاتح سپہ سالار ہوں زندگی کے تمام نشیب وفراز میں آپ سچائی کے پیکر تھے۔ آپ اپنے آپ سے سچے، اپنے ساتھیوں سے سچے اور سب سے بڑھ کر اپنے پروردگار کیلئے بھی سچے تھے۔ بدلتے ہوئے حالات آپ کو بدل نہیں سکتے تھے۔ آپ میں ہمیشہ وہی شرم وحیا، وہی انکساری، وہی اعلیٰ کردار نفس اور وہی حسن سلوک تھا۔ یہاں مدینہ میں تو آپ پر دوہری ذمہ داری تھی۔ آپ دین اسلام کے مذہبی رہنما تھے اور ساتھ ہی مدینے کی اسلامی سلطنت کے

سربراہ بھی۔لیکن آپ کے پاس کوئی محلات اور اونچے اونچے ستونوں والی عمارتیں نہیں تھیں۔نہ ہی کوئی دربان اور پاسبان تھے جو آپ کی دنیاوی شان وشوکت کا مظاہرہ کرنے کیلئے پہرا دیتے ہوں۔آپ کی عظمت تو آپ کی سادگی میں تھی اور آپ کی بادشاہی آپ کے وسعت قلب اور آپ کی انکساری میں تھی۔آپ عیش پرستی اور آرام کی زندگی سے ہمیشہ دور رہتے تھے اور کسی قسم کی بادشاہی شان وشوکت کے مظاہرے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔اپنے آپ کو برتر دکھانا آپ کی شخصیت اور فطرت کے خلاف تھا۔آپ نے ہمیشہ سادگی اور انکساری کو پسند فرمایا۔(۳۰) آپ غریبوں اور مسکینوں کے درمیان رہنا زیادہ پسند فرماتے تھے اور کہا کرتے تھے "**الفقر فخری**" یعنی غربت میں مجھے فخر ہے۔ایک سربراہ سلطنت ہونے کی حیثیت کے باوجود آپ معاشرے کے نیچے سے نیچے درجے کی لوگوں سے برابری سے ملتے تھے کیونکہ وہ خود ہی تو معاشرے سے چھوٹے اور بڑے کا فرق مٹانے کو تشریف لائے تھے۔آپ کی شخصیت میں بے انتہا شفقت اور محبت تھی اور آپ نے مدینہ میں حکومت کا کام عقل مندی، ہوشیاری، ایمانداری اور دیانتداری سے کیا۔آپ کے نزدیک انسان کا ایمان اور اس کا تقوی ہی اس کی حیثیت اور اس کی بڑائی کا معیار تھے۔آپ کے معمولی رہن سہن، آپ کا مزاج اور آپ کی روزمرہ کی سادہ زندگی بحیثیت سربراہ ملک وریاست تاریخ عالم میں ایک انوکھا اور ایک اچھوتا مقام رکھتے تھے۔

۲۶۔ آپ کی عبادات

اسلام انسان کو اپنے فرائض پورا کرنے پر زیادہ زور دیتا ہے بہ نسبت اس کے حقوق کے۔آپ ہمیشہ پاک اور صاف رہا کرتے تھے۔آپ انتہائی پاک باز تھے۔آپ کو نماز میں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے میں تسکین قلب اور روحانی خوشی میسر آتی تھی۔آپ مسجد میں پانچ وقت کی نماز ادا کرتے تھے جہاں آپ نماز میں جماعت کی امامت خود کیا کرتے تھے۔مسجد، اللہ کی عبادت کا' خاموشی سے ذکر کرنے کا اور باجماعت نماز ادا کرنے کا اسلامی مرکز ہے۔مسجد وہ مقام ہے جہاں بادشاہ اور فقیر دونوں ہی کندھے سے کندھا ملا کر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بندگی میں گھٹنے ٹیک کر سر بہ سجود ہوتے ہیں۔آپ گھوڑے پر سوار ہوں یا اونٹ پر' سفر میں ہوں' یا جنگ میں مصروف ہوں' یا بیماری سے بستر پر علیل ہوں، آپ نے کسی حالت

میں بھی اپنی فرض نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ اپنی نمازوں اور عبادات کے سلسلے میں آپ ہمیشہ نہایت فرض شناس اور وقت کے پابند تھے۔

جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خود مسجد میں پانچ دفعہ نماز کی امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ (قرآن مجید میں تقریباً ۷۰۰ دفعہ نماز قائم کرنے کا حکم آیا ہے) پانچ فرض نمازیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) فجر کی نماز صبح صادق کے فوراً بعد

(ب) ظہر کی نماز زوال (یعنی عین دوپہر) کے بعد

(ج) عصر کی نماز سہ پہر کی وقت

(د) مغرب کی نماز سورج غروب ہونے کے بعد

(ہ) عشاء کی نماز مغرب کے ڈیڑھ گھنٹے بعد

ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ آپ مندرجہ ذیل کچھ اور نفل نمازیں ادا کیا کرتے تھے۔

(الف) اشراق کی نماز صبح کی دھوپ نکلنے کے فوری بعد

(ب) چاشت کی نماز سورج نکلنے کے قریب تین گھنٹے بعد

(ج) صلوۃ تسبیح کی نماز کسی بھی وقت جب بھی وقت ملے

(د) اوابین کی نماز مغرب اور عشاء کی نمازوں کے درمیان

(ہ) تہجد کی نماز رات کے آخری حصہ میں

آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے بڑے حصے میں اور بعض اوقات پوری پوری رات نماز، عبادت اور قرآن کی تلاوت میں گزار دیتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیروں پر ورم آجاتا تھا۔ ان نمازوں مین بعض وقت آپ کا اللہ سے جذبہ محبت اس قدر شدت اختیار کر جاتا تھا کہ آپ زاروقطار پھوٹ پھوٹ کر رودیا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جنازے کی نماز میں شامل ہوتے تھے اور جنازے کا احترام کرتے تھے۔ آپ مصیبت اور خوف اور مذہبی تہواروں کی خوشی کے موقع پر بھی نماز

پڑھتے تھے۔آپ بارش کی دعا مانگنے کے لئے اور تندرستی اور اللہ کی بہت سی دوسری رحمتیں اور بخششیں مانگنے کے لئے بھی نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

آپ کی زندگی کا وقت نمازوں' عبادات اور اسلام کی تبلیغ سے بھر پور رہتا تھا۔ان نمازوں اور عبادات کے علاوہ آپ حضور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ قرآن مجید کی کئی دفعہ تلاوت کیا کرتے تھے۔آپ اسلام کے پہلے حافظ قرآن تھے۔آپ روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ ماہ رمضان کے پورے روزے رکھنے کے علاوہ آپ ہر مہینے متواتر تین دن کے روزے بھی رکھا کرتے تھے۔ ماہ رمضان میں آپ کئی کئی ہفتوں تک مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے تا کہ دنیا سے الگ ہو کر مسجد میں اللہ کی یکسو ہو کر زیادہ بندگی اور تلاوت قرآن کر سکیں ۔(۲۱) آپ ماہ رمضان میں تراویح میں نفل نمازوں کی بھی امامت کرتے تھے اور لیلتہ القدر کی طاق راتوں کو پوری پوری رات عبادت میں گزار دیا کرتے تھے۔(۲۲) اللہ کی یاد اور عبادت آپ اس انتہا تک کرتے تھے کہ آپ کا ثانی دنیا کی تاریخ میں اور کوئی پیدا نہیں ہوا۔

۲۷۔ آپ ایک منصف اور جج کی حیثیت سے

مدینہ منورہ میں آپ اسلامی حکومت کے سربراہ اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے منصف اعلیٰ کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔آپ نے دنیا کو نہایت عمدہ' پاک وصاف' سچائی اور دیانت سے بھر پور نظام عدل دیا۔اس پاکیزہ منصب اعلیٰ کے فرائض انجام دینے کے لیے آپ مکمل طور پر ایمانداری، مخلصی اور انصاف پسندی سے کام لیتے تھے۔ یہاں تک کہ یہودی اور دوسرے غیر مسلم بھی اپنے جھگڑوں اور مقدموں کے فیصلے کے لئے آپ سے رجوع کرتے تھے۔آپ ہمیشہ دونوں طرف کے فریقوں کی پوری بات سنا کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو بتایا کہ جھوٹی گواہی نہیں دینا چاہئے کیونکہ وہ ایک گناہ ہے۔آپ ہر فریادی اور تکلیف زدہ کی فریاد سنا کرتے تھے کیونکہ سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ اور انصاف اسلام کے سنہری اصولوں میں سے ایک اصول ہے۔ہر شخص کو حق ہے کہ اسے اس کی زندگی کا تحفظ ملے، اس کے مال و دولت کا تحفظ ملے، اسے اس کے مذہب کا تحفظ ملے اور اسے صحیح

سوچنے اور بولنے کی آزادی ہو۔ آپ سب کے ساتھ انصاف کرتے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ نحل ۹۰:۱۶ میں انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسلامی قانون کی نظر میں حکمران اور رعایا دونوں برابر ہیں۔ اس میں کسی بھی شخص یا طبقے کے لئے کوئی امتیازی سلوک نہیں۔ ہر شخص کو انصاف کے لئے عدالت سے رجوع کرنے کی آزادی ہے۔ اسلام میں انصاف انسان کے اپنے کردار، فعل اور عمل پر منحصر ہے نہ کہ اس کے رنگ، نسل اور اس کے عہدہ پر۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ''کسی منصف کو جبکہ وہ ناراض ہو یا غصے میں ہو اس وقت اپنا فیصلہ نہیں سنانا چاہئے۔'' اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ نساء ۱۳۵:۴ میں فرمایا ہے کہ ''اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لئے سچی گواہی دو چاہے اس میں تمہارا یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی امیر ہے یا فقیر ہے تو تم سے بڑھ کر اللہ اس کی حفاظت کرنے والا ہے تو تم نفس کی خواہش کے تابع نہ ہو جانا کہ عدل اور انصاف سے ہی منہ پھیر لو۔ اگر تم دبی زبان سے گول مول یا پیچ دار گواہی دو گے یا گواہی سے بچنا چاہو گے تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔''

۲۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عملی انسان تھے

یہ ایک حیران کن بات ہے کہ اتنی ساری نمازوں اور روزوں اور جنگوں (جہاد) کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامی سلطنت کے کاموں کا وقت بھی ملتا تھا۔ وہ نہ صرف دن میں پانچ دفعہ نمازوں کی امامت کرتے تھے بلکہ اپنے پیروکاروں کی قیادت جنگوں میں بھی کرتے تھے۔ آپ ہر جگہ موجود ہوتے تھے۔ (۲۴) آپ ایک عملی انسان تھے ہر وقت باعمل اور مستعد۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اعمال پر زور دیتے تھے۔ لوگ آپ سے باتیں کر سکتے تھے اور ان کی سنت کی پیروی کر سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنے رفقاء کی نظر میں رہتے تھے۔ ذاتی رابطہ بہت آسان تھا۔ وہ ہر شخص کی پہنچ میں تھے۔ ہر وقت کا نظارہ ملاقات اور رابطہ ان کی سیرت اور قیادت کا حیران کن حصہ تھا۔ اس وجہ سے ان کے پیروکاروں کا کام آسان ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب ۲۱:۳۳ میں فرمایا کہ ''مومنو! تم کو اللہ کے پیغمبر میں ایک مکمل مثال پیروی کی میسر ہے۔''

۲۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ کی مصروفیات

اسلامی حکومت کے سربراہ ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روزانہ کی مصروفیات بڑی سادہ تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انکسار کی آئینہ دار تھیں۔ وہ اپنے پھٹے ہوئے اونی کپڑے اور اپنے جوتوں کی مرمت خود کرتے تھے۔ وہ بکریوں کا دودھ دوہ لیتے تھے اور اپنے حجرہ میں جھاڑو دے لیتے تھے۔ وہ اکثر چولہے میں آگ خود جلاتے تھے اور دوسرے گھریلو کام کر لیتے تھے۔ وہ کھجور کی بنی ہوئی چٹائی پر سوتے تھے۔ ان کو جو تحفہ یا ہدیہ ملتا تھا وہ شام ہونے سے پہلے غریبوں میں بانٹ دیتے تھے۔ (۲۵)

وہ بہت کم کھاتے تھے اور عام طور پر کھجور پانی اور دودھ پر گزارہ کرتے تھے۔ وہ اکثر رات کو اپنے خاندان والوں کے ساتھ بھوکے سوتے تھے کیونکہ گھر میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت کُل سرمایہ چند سکے تھے۔ انہوں نے جن کپڑوں میں انتقال فرمایا ان میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ (۲۶)(۲۷)(۲۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں اندھیرا تھا کیونکہ چراغ میں تیل نہ تھا۔ یہ وہ حجرہ تھا جہاں سے نکلنے والی روشنی نے ساری دنیا کو منور کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ (۲:۱۵۶) میں فرمایا ہے کہ ''اِنّا لِلّٰہ واِنّا الیہ راجعون ۔ہم اللہ کے ہی ہیں اور ہم کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے''

سورہ آل عمران ۱۸۵:۳ میں فرمایا ہے ''ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے''

سورہ رحمان ۲۶:۵۵ میں فرمایا ہے ''زمین پر جو (مخلوق) ہے اسے فنا ہونا ہے۔

۳۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی زندگی

جب اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ۲۵ سال کے تھے انہوں نے ایک بیوہ خاتون سے جن کی عمر چالیس سال تھی اور جن کا نام حضرت بی بی خدیجہؓ تھا شادی کر لی۔ انہوں نے مکہ میں پچیس سال خوشگوار زندگی گزاری۔ اس نکاح سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دو بیٹے ہوئے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما اور چار بیٹیاں حضرت زینب' حضرت رقیہ' حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن ہوئیں۔ بیٹے بچپن میں ہی انتقال کر گئے۔ جب کہ بیٹیاں بڑی ہوئیں۔

حضرت بی بی خدیجہؓ کے انتقال کے ایک سال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پچاس سالہ خاتون سے شادی کی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی بڑی بیٹیوں اور گھر کا انتظام سنبھالا۔ (۲۹) ان چاروں بیٹیوں کی بعد میں شادی کر دی گئی۔ تین لڑکیوں کا انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوا اور چوتھی حضرت بی بی فاطمہؓ جن کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ مہینے بعد انتقال کر گئیں۔ (۳۰)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ' جو ان کے قریبی ساتھی تھے اور غار ثور میں انکی بیٹی بی بی عائشہؓ سے شادی کی تا کہ دوستی کا یہ رشتہ خاندانی قرابت میں بدل جائے۔

مدینے میں کئی جنگوں کی وجہ سے بہت سے مسلمان شہید ہو گئے تھے اور اس وجہ سے بہت سی عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے تھے۔ اس کے علاوہ کافی تعداد میں غیر مسلم عورتیں بیوہ اور بچے یتیم ہو گئے تھے اور وہ جنگی قیدیوں کی طرح اسلامی کیمپ میں مقیم تھے۔ اس طرح سے عورتوں کی تعداد مردوں سے کہیں زیادہ تھی جن کو سہارے کی ضرورت تھی۔

معاشرے میں بے راہ روی کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سورہ نساء (۴:۳) میں فرمان نازل کیا "اگر تم کو خطرہ ہو کہ تم (جنگ کی) بے سہارا عورتوں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکو تو ان سے نکاح کر لو۔ دو یا تین یا چار عورتیں جن کو تم پسند کرو۔ لیکن اگر تم کو ڈر ہے کہ تم ان سے مساوات نہیں برت سکو گے تو صرف ایک ہی نکاح کر و یا اُن لونڈیوں سے جو جنگ کی وجہ سے تمہارے ہاتھ آئی ہیں۔ اس طرح سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے اور یہ بہتر راستہ ہے۔ (۳۱)

اللہ کے حکم کی اہمیت یہ ہے کہ مسلم عورتوں کو ایک گھر' حفاظت اور سربراہی میسر

آسکے۔ باقاعدہ طریقہ سے شادی نے ان کو نہ صرف ایک گھر' ایک پناہ گاہ' عزت اور تحفظ دیا بلکہ خوشی اور امید کا سہارا بھی دیا۔ ان کو بھی اور ان کے بچوں کو بھی۔ یقیناً یہ سب سے زیادہ باعزت اور اخلاقی بلند کرداری کا تقاضہ تھا۔

قرآن مسلمان مردوں کو چار شادیوں کی اجازت خاص حالات میں اور حالت جنگ میں جواز فراہم کرتا ہے۔ یہ اجازت فوراً ازدواجی فرائض بھی عائد کرتی ہے۔ تمام بیویوں اور ان کے بچوں کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام بیویوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کا حکم دیا ہے جو انسانی طاقت سے تقریباً باہر کی بات ہے۔ (۴:۳)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو (۴) چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (۴) سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے (۳۳:۵۰) اسلام نے نکاح کے باہر کے تعلقات کو قطعی منع کیا ہے۔

مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین نکاح کیے۔ بی بی خدیجہؓ۔ بی بی سودہؓ، اور بی بی عائشہ سے۔ مدینہ میں کئی جنگوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی خصوصی اجازت اور رہنمائی سے مختلف اوقات میں چھ خواتین سے نکاح کیا جو سب چالیس اور پچاس سال کی بیوائیں تھیں۔ ان کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو اور خواتین سے نکاح کیا جن کے شوہروں نے ان کو چھوڑ دیا تھا اور وہ بے گھر تھیں۔ یہ تمام خواتین مسلمان تھیں اس طرح آپ نے (۱۱) نکاح کیے۔ انکے علاوہ آپ نے دو غلام لونڈیوں سے بھی نکاح کیا تھا۔

جنہوں نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کر لیا تھا نکاح سے پہلے۔ حضور کی سب بیویاں مسلمانوں کے لیے اُم مومنین ہیں۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (۱۳) نکاح کیے۔ (دیکھیے صفحہ ۹۰)

یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ان تمام خواتین سے جو عمر رسیدہ بیوائیں تھیں اور جن کے بچے تھے' نکاح انسانی ہمدردی کی بنیاد پر کیا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر خود ۵۴ سال سے زیادہ تھی۔ ان خواتین کو ایک ٹھکانہ فراہم کرنے کے علاوہ ان نکاحوں نے نئی اسلامی سلطنت جو مدینہ میں قائم ہوئی تھی اس کا رشتہ

دوسرے قبائل اور حکومتوں سے جوڑ دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام بیویوں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آخری خاتون حضرت ماریہؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں وہ مصر کے رومی گورنر کی طرف سے تحفتاً آئیں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا تھا۔ اس نکاح کا مقصد دو ہمسایہ ملکوں میں قریبی تعلقات پیدا کرنا تھا۔ ان حضرت ماریہؓ کے بطن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ پیدا ہوئے جن کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی اسلام کے پھیلانے میں ذمہ داریاں تھیں۔ وہ خواتین کو صحیح رہنمائی فراہم کرتی تھیں اور غلط فہمیوں کا ازالہ کرتی تھیں۔ ان معاملات میں خواتین اسلام کی رہنمائی کرتی تھیں میں جو خالص عائلی اور زنانہ نوعیت کے ہوتے ہیں۔

اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اپنی اولاد کے لئے ایک شفیق باپ تھے۔ بلکہ وہ ایک ہمدرد اور محبت کرنے والے شوہر بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نیکی پارسائی اور شرافت کا پیکر تھیں اور وہ بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ انہیں مسلمان امت کی مائیں اُم المومنین کہا جاتا ہے۔ (۳۴)

مدینہ میں اتنے نکاح کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بے سہارا عورتوں اور یتیم بچوں کی نگہداشت پرورش اور ان پر شفقت ہی اصل اور خالص وجوہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کے آخری دور میں شادیاں کیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہت اور شاندار شخصیت کا ایک حصہ تھیں۔ جو ایک عام انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

جنگوں کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود بے سہارا عورتوں اور بچوں کو ٹھکانہ دینے کی مثال قائم کی بلکہ اور مسلمانوں کو بھی چار عورتوں تک سہارا دینے کی ہمت افزائی کی۔

یہ ایک عظیم ذمہ داری اور بہت بڑا چیلنج تھا۔ ایک باہمت اور انسان دوست اقدام جو کسی عام انسان کی طاقت سے باہر تھا کہ اس بوجھ کو اٹھائے اور پوری زندگی نبھائے۔ صرف اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جو تابناک کردار کے مالک تھے وہ اس ذمہ داری کو اٹھا سکتے تھے۔ آپ ایک عظیم انسان تھے۔

اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد ازواج کو جنس پرستی کہے تو یہ بڑی عظیم غلطی ہوگی۔ یہ صرف ایک گندے اور گستاخ ذہن کی پیداوار ہوگی۔ ایک بیوی رکھنا اور پھر بھی مختلف طریقوں سے شادی کے علاوہ دوسری خواتین سے ناجائز تعلق رکھنا کہیں زیادہ گندا فعل ہے اس سے معاشرے میں گندگی اور حیوانیت پھیلتی ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ شادی کر لی جائے۔ یہ زیادہ عمدہ طریقہ ہے۔

۳۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامل ترین انسان تھے

بلاشبہ اللہ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کامل ہستی ہین جو اللہ نے زمین پر نازل فرمائی۔ انہوں نے نہ صرف اللہ تعالیٰ کے فرائض پورے خشوع وخضوع سے ادا کیے بلکہ انہوں نے انسانوں پر عائد فرائض بھی پوری دیانت سے ادا کیے۔ ان کا کردار بہترین اور بے مثال تھا۔ ایک بچہ جوان کی بکری چرانے والا ہے مزدور کی اور تاجر کی اور معلم کی اور مذہبی مصلح کی، سپاہی کی، جنرل کی، ایک فاتح کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں پیدا ہوا۔ ایک منتظم ایک سربراہ مملکت اپنی جماعت کے امام اعظم، غریبوں کے مددگار، بیواؤں اور یتیموں کے حامی وناصر اور غلاموں کے نجات دہندہ کی حیثیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثال تھے۔ ان کا کوئی ثانی اور ہمسر تاریخ عالم میں پیدا نہیں ہوا۔ وہ اپنے کردار اور افعال میں عام انسانوں سے بلند و بالا نظر آتے ہیں۔ وہ انسانیت کا بہترین نمونہ ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں۔ حیثیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کا کوئی انسان تاریخ نے نہیں دیکھا وہ اخلاق میں تمام انسانوں میں سر برآوردہ ہیں۔

وہ تمام پیغمبروں میں سب سے زیادہ بااثر پیغمبر تھے۔ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے وہ ایک بے مثال شخصیت تھے جنہوں نے ڈوبتی ہوئی انسانیت کو ذلت اور جہالت کے بھنور سے کھینچ کر نکالا۔ انہوں نے انسانی روح کو غلامی سے نجات دی اور فلاح اور کامرانی کی راہ دکھائی۔ انہوں نے انسانیت کو حق کا حرف آخر قرآن سکھایا۔ انہوں نے

انسانی خیالات افکار اور اعمال اور عبادت کو ایسے خوبصورت سانچے میں ڈھالا جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کارنامہ اس صورت میں انجام دیا کہ وہ اُمّی تھے اور کسی انسان نے ان کو کچھ سکھایا یا پڑھایا نہیں تھا۔ ان کے تمام اعمال میں ایک معنی اور مقصد تھا اور ان کے تمام الفاظ میں عقل و دانش اور علم کی باتیں تھیں۔ تمام معاملوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہبری قرآن سے تھی خواہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہو یا جمہوریت کا نفاذ یا عورتوں کے حقوق کی حفاظت یا بلند تر انسانی منشور کا اجراء۔ ہر معاملہ میں انہوں نے اعلیٰ رہبری فرمائی۔ وہ زندگی کے تمام مراحل سے گزرے اور تمام مشکلات برداشت کیں اور ناقابلِ یقین کامیابیاں حاصل کیں۔ انہوں نے جو تعلیم دی اس پر عمل کیا۔ ان کی تعلیم ہی وہ ذریعہ تھی جس کی وجہ سے مسلمانوں نے اعلیٰ ترین کامیابیاں حاصل کیں۔ ان کے مشن کے بڑے اعلیٰ مقاصد تھے۔ جو شخص حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق جتنا زیادہ جانتا ہے وہ ان کا اتنا ہی زیادہ احترام کرتا ہے۔ مقابلہ کیجئے ان حالات کا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور ان حالات سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے پردہ فرمایا۔ انہوں نے انسانی زندگی میں عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔ انہوں نے تاریخ کے رُخ کو موڑ دیا۔ قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورہ علق ۹۶:۵ میں فرماتا ہے ''اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

☆☆☆☆

۳۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی

(دوسرا حصہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی کا ادراک ایک فانی انسان کے لئے ناممکن ہے اور اس کو احاطہ تحریر میں لانا محال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جنت میں احمد ہے جس کے معنی ہیں اس کی بے انتہا تعریف کرنے والا (قرآن سورہ صف ۶:۶۱) جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں نام ہے محمد جس کے معنی ہیں وہ جس کی بے انتہا تعریف کی گئی ہو۔ (قرآن سورہ محمد ۲:۴۷) وہ جنت میں احمد ہیں اور دنیا میں محمد ہیں یہ کیوں ہے اور اس میں کیا راز ہے اس کو صرف اللہ جانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مکہ کی مسجد حرام سے یروشلم کی مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے سات آسمانوں سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے عرش منور تک کی تفصیل ایک پاکیزہ راز ہے جو انسانی ادراک سے بالاتر ہے۔ قرآن سورہ بنی اسرائیل (۱:۱۷)۔ اللہ تعالیٰ کے کسی اور پیغمبر کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ ان کو جلوہ دکھایا جائے لیکن جب اللہ نے ایک معمولی تجلی کوہ طور پر کی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو گئے جبکہ طور ریزہ ریزہ ہو گیا۔ (۳۵) قرآن سورہ اعراف (۱۴۳:۷) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دوبارہ دیکھا۔ یہ ایک عظیم روحانی تجربہ تھا۔ معجزہ شق القمر جب دنیا نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ایک روحانی کرشمہ تھا۔ سورہ قمر (۱:۵۴) فرشتے آپکی غیب سے مدد کرتے تھے سورہ انفال (۹:۸) بدر میں دشمنوں پر ایک مٹھی خاک پھینکنا اور مکہ میں محاصرہ کرنے والوں پر ایک مٹھی خاک ڈال کر ان کی نظروں سے غائب ہو کر رخصت ہو جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیشن گوئیاں بھی ذکر کے قابل ہیں۔ پہلی پیشن گوئی رومیوں کی ایرانیوں پر فتح سے متعلق ہے حالاں کہ رومی پہلے شکست کھا چکے تھے۔ سورہ

روم قرآن کریم ۶۔ (۳۰:۱)۔دوسری پیشن گوئی فتح مکہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں فاتحانہ داخلہ کے متعلق ہے۔سورہ قصص (۲۸:۸۵) اور سورۃ فتح (۴۸:۲۷)۔(۳۹۔ ۳۸۔۳۷۔۳۶)

یہ بھی ایک راز کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں نام لے کر مخاطب نہیں کیا بلکہ ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن گیارہ (۱۱) دفعہ یا ایھا النبی کہہ کر پکارا ہے نہ کہ محمد کہہ کر جبکہ پچیس پیغمبروں کے نام لئے ہیں۔اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صفاتی ناموں مثلاً مزمل، مدثر، یٰسین اور طٰہٰ سے مخاطب فرماتے ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر (روشنی پھیلانے والا چراغ) کے نام سے یاد کیا ہے۔ سورہ احزاب (۳۳:۴۶)۔(۴۰) قرآن مجید میں جب آپکا ذکر آتا ہے تو لفظ ''محمد'' چار دفعہ اور لفظ ''احمد'' ایک دفعہ آتا ہے۔

ان تمام ناموں سے نہ صرف اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ بلند ہے اور اللہ نے ان کو قریب کا مقام عطا کیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔یہ تمام معاملات روحانی ادراک کے ہیں۔یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روحانی سلطنت قائم کی اور روحانی طاقت سے حکومت کی۔اسی خاص وجہ سے تمام مسلمانوں کی روحانی جذباتی اور ذاتی وابستگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے ساتھ بڑی مضبوط ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی کشش وہ عظیم روحانی کشش ہے جس سے تمام مومنین ان کی طرف کھنچتے ہیں اور تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک عظیم روحانی مقناطیس کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳۳۔ آپ کی زندگی قرآن کی آئینہ دار تھی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تمام تر قرآنی تعلیمات کا عکس تھی۔اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات چودہ سو سال سے زیادہ مدت کے بعد بھی (۴۱) کروڑہا

انسانوں کی زندگی پر آج بھی حکومت کرتی ہے۔ ہر وہ چیز جو شروع ہوتی ہے ختم بھی ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیاوی زندگی سے ایک مختصر بیماری کے بعد ۸ جون ۶۳۲ عیسوی میں پردہ فرمایا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اب تعصب کے بادل چھٹ چکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ صحیح روشنی میں کیا جاسکتا ہے۔ ان کی زندگی میں کوئی راز نہیں ہے۔ وہ تاریخ کی روشنی میں عظیم انسان کی طرح کھڑے ہوئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں قرآن مجسم تھے۔ ان کی زندگی قرآن کی زندہ تفسیر تھی۔ ان کی زندگی قرآن کا آئینہ ہے۔ قرآن ایک کتاب ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخصیت۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء ۸۰:۴ میں فرمایا ہے کہ جو کوئی پیغمبر کی اطاعت کرتا ہے وہ خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ انہوں نے آنے والی نسلوں کی رہبری کے لئے قرآن وسنت اور حدیث چھوڑی ہے تا کہ انسانیت اخلاقی اور روحانی بلندیوں کو حاصل کر سکے اور ایک بہتر دنیا کی تخلیق ہوسکے۔ اللہ کے آخری پیغمبر کی نہ صرف دن رات تعریف اور تحمید کرنی ضروری ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر شعبۂ زندگی میں اطاعت بھی ناگزیر ہے۔ (۴۲)

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب ۵۶:۳۳ میں فرمایا ہے کہ "اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانو! تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجو۔

☆☆☆☆

۳۴۔ قرآن اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتا ہے

قرآن کریم میں اللہ کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ۸۱ جگہوں پر اشارات ہیں جو میری کتاب ''قرآنی معلومات'' میں درج ہیں مگر یہاں وہ چند اشارے درج ہیں جو اس کتابچہ سے متعلق ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانیت کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ سورہ اعراف ۷:۱۵۸۔

(الف) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ سورہ انبیاء ۱۰۷:۲۱

(ب) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں بہترین اسوہ بھیجا گیا ہے۔ (بہترین نمونہ بھیجا گیا ہے) سورہ احزاب (۲۱:۳۳)

(ج) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین (نبیوں کی مہر) کا خطاب دیا ہے۔ سورہ احزاب (۴۰:۳۳)

(د) اللہ تعالیٰ نے گیارہ مقامات پر یا ایھا النبی (اے نبی) کہہ کر پکارا ہے بجائے نام لینے کے۔ (۴۳)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ازراہِ شفقت و محبت مزید درج ذیل خطابات سے پکارا ہے۔

(الف) طٰهٰ (سورہ ۲۰)

(ب) یٰسین (سورہ ۳۶)

(ت) یا ایھا المزمل (سورہ ۷۳)

(ج) یا ایھا المدثر (سورہ ۷۴)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو۔ سورہ احزاب ۵۶:۳۳

☆☆☆☆

۴۵۔ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور کامیابیاں

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے تشریف لائے اور موجودہ تاریخ کی پوری روشنی میں اس لئے ان کی زندگی ان کے کام اور کارنامے گمان اور اندازے کی تاریکی میں چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ ان کی زندگی کا ہر کام اور ہر لمحہ مختلف لوگوں نے لکھ لیا تاکہ آنے والی نسلوں سے کچھ چھپا نہ رہ جائے۔ (۴۴)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے۔ انہوں نے کسی سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن انہوں نے دنیا کو وہ سب کچھ سکھلایا جو وہ پہلے نہیں جانتی تھی۔ انسانی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی کسی نے لوگوں کی ایسی قیادت نہیں کی جیسی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ انہوں نے ''اسلام'' دین فطرت کی تبلیغ کی۔ جیسا کہ خود اللہ نے قرآن میں اپنے بندوں کے لئے حکم دیا۔ ان کی تعلیم زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتی ہے جو جسم، دماغ اور روح کی تمام ضروریات پر محیط ہے۔ اس کے علاوہ وہ مذہب سیاست اور معاشی تقاضوں کو پورا کرتی ہے کیونکہ یہ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ (۴۵)

اللہ تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی صلاحیتیں عطا کی تھیں اور ان کا مشن غیر محدود تھا۔

بنیادی طور پر انہوں نے اسلام کے تین اعتقادات کی تعلیم دی۔

(الف) یہ اعتقاد کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔

(ب) تمام گذشتہ پیغمبروں کتابوں اور فرشتوں پر ایمان۔

(ت) قیامت کے روز اور جزا و سزا پر ایمان۔

انہوں نے بت پرستی کا خاتمہ کیا جو انسانیت کے نام پر ایک دھبہ تھا۔ انہوں نے اللہ

واحد پر ایمان اور بھروسہ رکھنے کی تعلیم دی اور صاف بتا دیا کہ تمام طاقت اور قوت اور حاکمیت اللہ کے پاس ہے۔

چونکہ انسانوں کی طبقاتی تقسیم معاشرے کی تباہی ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاریخ میں پہلی دفعہ انسانی برادری کا تخیل دیا کہ تمام انسان برابر ہیں ۔(۴۶) انہوں نے کالے اور گورے غریب اور امیر کی تفریق مٹا دی۔ جب مسلمان نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو کوئی درجہ بندی رنگ اور نسل کی بنیاد پر نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب لاکھوں مسلمان حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں تو سب یکساں لباس دو بغیر سلے ہوئے سفید سوتی کپڑے میں ملبوس ہوتے ہیں اور سب ایک آواز میں بار بار پکارتے ہیں۔

لبیک اللھم لبیک

اے ہمارے رب میں حاضر ہوں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ انسان صرف دو خانوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اول پارسا اور راست باز جو اللہ کے نزدیک دوسروں سے زیادہ پسندیدہ ہیں اور دوسرے کافر گمراہ اور سنگ دل جو اللہ کی نظروں میں حقیر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر اجتماعیت کو اسلام کا طریقہ قرار دیا۔ دنیا کے کسی اور مذہب میں اجتماعیت اس طرح رائج نہیں ہے جیسی اسلام میں ہے۔ باجماعت نمازیں' حج اور دوسرے مناسک انسانوں کے درمیان تفرقہ مٹاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسائل میں آپس میں اہل لوگوں سے مشورہ کا حکم دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پانچ ارکان رائج کئے اور اس طرح انسانوں کی زندگی میں عظیم تبدیلی پیدا کی۔ اسلام کے پانچ ارکان یہ ہیں۔

(الف) سب سے پہلے اس بات کا اعلان کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔

(ب) پانچ وقت کی نمازیں باجماعت۔(۴۷)

(ت) زکوٰۃ ڈھائی فیصد سالانہ تجارتی سامان پر غریبوں کو دینا۔

(ث) روزہ رمضان کے مہینے میں۔

(ج) حج زندگی میں ایک دفعہ بشرط استطاعت ہو۔ یہ تمام دنیا کے مسلمانوں کا ایک اجتماع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزے زکوۃ اور حج کے طریقے اور مسائل سکھائے۔

انہوں نے انسانیت کو سوچنے سمجھنے غور و فکر کرنے پر زور دیا اور فطرت اور موت و حیات کا مطالعہ اور تدبر کرنے پر زور دیا تا کہ وہ فطرت کے توازن کو محسوس کر سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی ذات وصفات پر ایمان لانے کی تلقین کی تا کہ اس طرح وہ اپنی روح کی تشنگی کو مٹا کے رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے جو عین حق ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی اور عملی طور پر سمجھایا کہ دین کے قبول کرنے میں کوئی جبر نہیں ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں ہمیشہ ایک کش مکش رہتی ہے ذہنی اور روح کے درمیان لیکن اسلام کی روحانی گرفت اتنی مضبوط ہے کہ آخر کار ایک سلیم فطرت انسان کے دل اور دماغ دونوں کو فتح کر لیتی ہے۔ (۴۸)

علم کے حصول کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی نازل ہونے والی پہلی سورت کا پہلا لفظ اقرء ہے جس کے معنی ہیں پڑھو۔ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر نے تعلیم کے حصول پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں لفظ علم کئی دفعہ آیا ہے۔ (۴۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے وہ بڑے مصلح ہیں جنہوں نے تلاش اور جستجو کے تخیل کو انقلابی رنگ دے کر حصول علم کو تمام مردوں اور عورتوں پر فرض قرار دیا۔ کیونکہ علم ذریعہ عزت ہے۔ علم آزادی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس طرح سے جاہل اور ناخواندہ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا تبدیل کیا کہ وہ دنیا اور کائنات کے رازوں کی جستجو میں لگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ کی کائنات اور کارسازیوں پر غور کرنے کی ایک گھڑی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔ اس طرح سے انہوں نے آنے والی مسلمان نسلوں کی سائنسی ایجادات میں رہنمائی کی۔ قرآن کے الفاظ اقرء اور قلم اور تعلیم بڑے اہم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔

معاشی میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کا نظام نافذ کیا۔ قرآن کریم زکوۃ

پر بار بار زور دیتا ہے اور اس کا ذکر قرآن میں تقریباً ۱۵۰ دفعہ کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے علاوہ عشر کا نظام نافذ کیا۔ (۵۰) جس کا مطلب ہے کہ زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ اسلامی حکومت کو ادا کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کو یکسر ختم کر دیا جو انسانی معیشت و معاشرہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاوہ صدقات دینے کی تاکید فرمائی تاکہ دولت ہمیشہ گردش میں رہے۔ اس طرح سے شوہر کی طرف سے بیوی کو مہر کی رقم کی ادائیگی لازمی قرار دی۔ دیانت دارانہ معاشی نظام رائج کیا۔ انہوں نے تاکید کی کہ تمام کاروباری معاملات لکھ لئے جائیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو غبن دھوکہ دہی اور بے ایمانی اور وعدہ خلافی سے باز رہنے کی ہدایت کی۔ انہوں نے اسراف اور فضول خرچی سے باز رہنے کی تلقین کی۔ انہوں نے دنیا کو ایک نفیس اور منصفانہ معاشی نظام دیا جو غریبوں اور امیروں دونوں کے مسائل کو حل کرتا ہے۔ (۵۲-۵۱)

انہوں نے اعلان کیا کہ عورتیں مردوں کا نصف حصہ ہیں جن کے حقوق مقدس ہیں اور ان کی نگہداشت کرنی چاہئے۔ قرآن سورہ نسا ۱:۴ اور ۳۶:۴ انہوں نے اعلان کیا کہ عورتوں کی وہی روح ہے جو مردوں کی اور ان کے وہی روحانی مقاصد ہیں جو مردوں کے لیے ہیں قرآن سورہ نور ۲۶:۲۴۔ بیویاں شوہروں کے پاس اللہ کی امانت ہیں اور ان کی نگہداشت اور ان سے محبت کرنی چاہئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک اعلیٰ درجہ کے محبت کرنے والے شوہر تھے۔ قرآن سورہ روم ۲۱:۳۰۔ اسلام میں عورتوں کے مردوں پر اور مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کیا میں تم کو بتاؤں کہ بہترین خزانہ کیا ہے۔ وہ ایک اچھی بیوی ہے۔ تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں سے بہترین سلوک کرتا ہے۔ قرآن کا ارشاد سورہ روم ۲۱:۳۰ میں ہے کہ " اللہ نے تم میں سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون پاؤ اور تمہارے درمیان رحم اور محبت پیدا کی۔ یقیناً اس میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (۵۴-۵۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو مردوں کی غلامی سے نجات دلائی۔ تاریخ میں پہلی دفعہ عورتوں کو وراثت میں حق دیا۔ ۲:۱۸۰، ۲:۲۴۰، ۹-۷:۴، ۱۲-۱۱:۴، ۵:۱۰۶ عورتوں کو عدالت میں گواہی کا حق دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ادنیٰ ترین مقام

سے اٹھا کر عزت اور وقار کا مقام عطا کیا در حقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نچلے مقام سے اٹھا کر قانونی برابری کا منصب عطا کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے کہ جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کی آمد پر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لاتی تھیں۔

اسلام میں طلاق کی اجازت ہے مگر تمام جائز چیزوں میں طلاق کو مکروہ ترین قرار دیا گیا ہے۔ (۵۵) اس لئے اسلامی معاشرہ میں طلاق ایک غیر معمولی چیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو بھی خلع لینے کا حق دیا اور نان ونفقہ کے مطالبہ کا حق دیا۔ انہوں نے غریبوں، یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی حمایت کا درس دیا۔

شراب نوشی مکروہ چیز ہے۔ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اس کا چھوٹنا بڑی مشکل چیز ہے۔ اس کے باوجود قرآن کے ایک حکم نے اس وقت کے مسلم معاشرے میں ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تھا۔ تاریخ کسی اور ایسے دوسرے انقلاب کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ شراب نوشی سے پرہیز اسلام کا ایک جزو لازم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جوا، فحاشی، بدکاری، دغابازی، جعل سازی سے منع فرمایا جو اس وقت کے معاشرے کے عظیم جرائم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غرور تکبر اور قتل اور غیبت سے منع فرمایا۔ چوری ڈاکہ زنی خود کشی جھوٹ سے روکا۔ انہوں نے لوگوں کو انکساری نرم مزاجی مستقل مزاجی اور خوش خوئی کی ترغیب دی۔ (۶۱۔۶۰۔۵۹۔۵۸۔۵۷۔۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دیانت داری سے روزی کمانے اور اچھے لوگوں سے میل ملاقات رکھنے کی ترغیب دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ دوسروں سے ایسا سلوک کرو جس کی تم خود توقع رکھتے ہو۔ انہوں نے لوگوں کو جسمانی لباس کی صفائی کی ترغیب دی اور فرمایا کہ صفائی اور پاکیزگی نصف ایمان ہے۔

انہوں نے پروہتوں اور پادریوں کے نظام کو دور رکھا۔ انہوں نے رواداری سمجھوتہ معافی پر زور دیا اور سنگدلی اور ظلم سے باز رکھا اور پارسائی اور انصاف پر زور دیا۔ (۶۵۔۶۴۔۶۳۔۶۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سبز درختوں اور پھل دار درختوں کو کاٹنے سے منع فرمایا۔ انہوں نے فطرت کی ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائی جس کے متعلق قرآن کی ۶۲۳۶ آیتوں میں سے بہت سی آیتیں توجہ دلاتی ہیں۔ آج کے حالات میں یہ ہدایتیں تمام کیمیاوی اور ایٹمی ہتھیاروں پر پابندی عائد کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے سامنے عاجزی اور انکساری کی تعلیم دی۔ انہوں نے انسانی محنت کی عظمت کو اُجاگر کیا اور خود دوسروں کے ساتھ محنت کے کام کئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کی تعریف کی لیکن جوئے کی تمام اقسام سے منع کیا اور سٹہ کی تمام اقسام سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ انہوں نے تمام توہمات کا خاتمہ کیا۔ انہوں نے یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور کمزوروں کی مدد کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ان سے نرمی اور محبت کا برتاؤ کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرتی جرائم کے لئے سخت سزائیں نافذ کیں چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا اور زنا کے جرم پر سو (۱۰۰) دروں کی سزا برسر عام دینے اور جھوٹی تہمت لگانے پر اسّی (۸۰) کوڑے لگانے کا قانون بنایا۔ انہوں نے افواہ پھیلانے اور بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا۔ انہوں نے تلقین کی چونکہ اللہ ہی تمام چیزوں کا مالک اور وارث ہے اور تمام طاقتیں اس کے ہاتھ میں ہیں اس لئے جو کچھ مانگنا ہے صرف اس سے مانگیں اور کسی اور سے نہ مانگیں۔ چاہے اس کی کوئی بھی حیثیت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ایسا کرنا عقل اور ذہانت اور قرآن کے منافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا ہمسایہ بننے کی تلقین کی اور جھوٹی گواہی دینے سے منع کیا۔ انہوں نے فیصلہ کرتے وقت انصاف کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے ماں باپ کی عزت کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کو بتایا کہ اللہ کی رضامندی باپ کی رضامندی میں ہے اور اس کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ لوگوں کو امید کا سہارا دو، ناامید نہ کرو۔ محبت عام کرو نفرت نہ پھیلاؤ۔ انہوں نے انسانی محنت کی عظمت کا درس دیا اور عملی طور پر خود اپنے ہاتھوں سے کام کر کے دکھایا۔ انہوں نے فرمایا کہ مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔

اپنی تبلیغ اور تعلیمات کو عام کرنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دلوں کو فتح کرنے والا نرمی کا انداز اپنایا اور ذہنوں کو مطیع کیا۔ لوگوں کو اسلام کی طرف خود ان کی عقل اور ذہن نے راغب کیا نہ کہ کسی زور یا زبردستی نے۔ انہوں نے تاریکی اور گمراہی کو مذہب کے راستہ سے ختم کر دیا۔ انہوں نے انسان کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات اور مشکلات کا حل پیش کیا اور اس کے روحانی خلاء کو پر کیا۔

تمام ممکن سوال جن کا مجموعہ اندازاً ۳۳۱ ہے ان کے جواب قرآن کریم میں دیئے گئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو ایک مکمل متوازن زندگی کا طریقہ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قرآن پر عمل کرنے کا حکم دیا تا کہ ان کی روح کو درجہ بدرجہ پاکیزگی عطا ہو اور ان کو اپنے تمام کاموں میں مزید بلندی عطا ہو۔ انہوں نے اپنی ذات اور سنت سے لوگوں کے لیے ایک مثال پیش کی۔ انہوں نے لوگوں کو تلقین کی کہ وہ تمام صفات جو اعلیٰ ارفع اور پاکیزہ ہیں وہ اپنے اخلاق میں پیدا کریں۔ اگر دنیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال کی پیروی کرے تو اس کے آنسو مسکراہٹوں میں بدل جائیں گے۔ ان کے تمام احکام قرآن کی پیروی میں تھے۔ ان کی زندگی قرآن کا آئینہ ہے۔ وہ درحقیقت قرآن مجسم تھے۔ قرآن ایک کتاب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانی شکل میں قرآن ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی کے لئے ایک نیا لائحہ عمل دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن آفاقی تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جنہوں نے دنیا کو یہ بتایا کہ انسان کا ہر عمل مذہب کا ایک حصہ ہے۔ زندگی آخرت کی کھیتی ہے اور قبر مقام اول ہے۔ زندگی کا سارا سفر گود سے قبر تک مذہبی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام اور سیاست اور انسانوں کے ایک دوسرے کے ساتھ عمل میں کوئی حد فاصل نہیں ہے۔ یہ سب ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ تمام چیزیں اس دنیا اور آسمان اور اس کے درمیان جو کچھ ہے ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور وہ سب کچھ اللہ کا ہی ہے۔

☆☆☆☆

۳۶۔ خطبہ حجۃ الوداع

۱۰ ہجری میں اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے مکہ تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنا آخری خطبہ دیا۔ یہ خطبہ ایک ایسا عظیم انسانی منشور ہے جو تمام دنیا کے تمام انسانوں کے منشور سے عظیم تر ہے۔ جبل عرفات پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو سنو! تمام تعریف اللہ کے لئے ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ اپنے گناہوں سے اور اپنی بداعمالی کے نتائج سے۔ جس کو اللہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو واحد اور اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حکومت اللہ ہی کی ہے اور ساری تعریف اللہ کے لئے ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی خدا نہیں سوائے اس خدائے واحد کے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور مسلمانوں کو فتح عطا کی اور اس نے دشمنان اسلام کو ختم کر دیا۔

اے لوگو! میری بات سنو۔ کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ ہم آئندہ ملیں گے اور حج کے لئے جمع ہوں گے۔ اے لوگو! اللہ فرماتا ہے کہ "ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو قوموں اور قبائل میں بانٹ دیا کہ تم پہچانے جاؤ۔ یقیناً اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔" کسی عرب کو غیر عرب پر یا غیر عرب کو عرب پر، سفید کو کالے پر کالے کو سفید پر کوئی برتری نہیں ہے سوائے اس کے کہ برتری اچھے اعمال اور پرہیز گاری کی ہو۔ اے لوگو! اللہ کے سامنے قیامت کے دن اس طرح نہ آنا کہ تمہاری گردنوں پر اس دنیا کے برے اعمال کا بوجھ ہو جب کہ دوسرے لوگ اس طرح آئیں گے کہ وہ خوش ہوں گے اور اپنے نیک اعمال کی جزا کی توقع کر رہے ہوں گے اس حالت میں کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

سن لو کہ جاہلیت کے زمانے کی تمام رسوم میرے پیروں تلے ہیں۔ جاہلیت کے زمانے کے خون کے انتقام ختم کر دیئے گئے ہیں۔ پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں وہ ابنِ

ربیعہ بن حارث قبیلہ سعد کا ہے جس کو ھذ یلنے قتل کیا۔ تمام سود کے دعوے جو جاہلیت کے دور سے رائج ہیں وہ ختم کر دیئے گئے اور پہلا سود جو میں معاف کرتا ہوں وہ ہے جو عباس بن عبدالمطلب کو ملنا تھا۔ وہ تمام سود ختم کر دیا گیا۔

اے لوگوں! تمہارا سرمایہ' عزت اور خون ایک دوسرے پر حرام ہے اور یہ حرمت آج کے مہینہ آج کے دن اور اس شہر سے نافذ ہے۔ یقیناً تمہیں اپنے رب سے ملنا ہے اور تم کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

اے لوگو! یقیناً تمہارے تمہاری بیویوں پر کچھ حقوق ہیں اور تمہاری بیویوں کے تم پر کچھ حقوق ہیں۔ تمہارا حق ہے کہ تمہاری بیویاں اپنی عصمتوں کی حفاظت کریں اور غلط کاموں میں نہ پڑیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تم کو اجازت دیتا ہے کہ ان سے علیحدگی اختیار کرلو اور ان کو سزا دو لیکن سختی کے ساتھ نہیں اور اگر وہ باز آجائیں تو ان کا کھانا کپڑا صحیح طریقہ سے فراہم کرو۔

سنو! عورت کو اس کی اجازت نہیں ہے کہ وہ مرد کی دولت میں سے کسی کو کچھ دے سوائے اس کی اجازت کے۔

اپنی عورتوں سے نرمی کا برتاؤ کرو کیونکہ یہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنی مدد نہیں کرسکتیں۔ عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ نے ان کو تمہاری حفاظت میں دیا ہے اور تم نے ان کو اللہ کے نام پر اپنے لئے حلال کیا ہے۔

اے لوگو! اللہ نے ہر شخص کی وراثت مقرر کر دی ہے اس لئے وارثین کو انکا حصہ وصیت کردو۔

خیال رکھو کہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔ تمام قرض واپس کئے جائیں اور مانگی ہوئی ملکیت واپس کی جائے۔ تحائف کا تبادلہ کیا جائے اور نقصانات کا ازالہ کیا جائے۔ جس شخص کے پاس کوئی امانت ہو وہ اس کو واپس کردے۔

خیال رکھو کہ جرم کا ذمہ دار کوئی اور نہیں سوائے اس کے جس نے جرم کیا ہو۔ بیٹا باپ کے جرم کا اور باپ بیٹے کے جرم کا ذمہ دار نہیں ہے۔

ایک بھائی کی ملکیت دوسرے مسلمان بھائی پر حرام ہے جب تک کہ وہ خوشی سے نہ دے دی جائے اس لئے ناجائز ذرائع سے ملکیت حاصل نہ کرو۔

اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان ایک برادری ہیں اور تمہارے غلام، ان کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی پہناؤ جو تم خود پہنتے ہو۔

اے لوگو! اگر تم پر ایک حبشی غلام بھی امیر مقرر کر دیا جائے تو اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو جب تک وہ قرآن کے مطابق احکامات جاری کرے۔

اے لوگو! میرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور تمہارے بعد کوئی اور امت نہیں ہوگی۔

بے شک میں تمہارے درمیان وہ چھوڑے جا رہا ہوں جس سے تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب۔ جس کو تم مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے اور مذہب میں مقرر کردہ حدود سے تجاوز نہ کرنا کیونکہ تم سے پہلے دوسری امتیں اسی طرح تباہ ہوئیں۔

یقیناً شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ اس ملک میں اس کی عبادت کی جائے لیکن وہ ہر وقت گھات میں ہے کہ تم کو سیدھے راستے سے بھٹکا دے چھوٹے اور بڑے معاملات میں۔ اس لئے مذہب کے معاملے میں اس کی طرف سے ہوشیار رہو۔

سنو! اپنے اللہ کی عبادت کرو پانچ وقت نماز پڑھو رمضان کے روزے رکھو زکوٰۃ ادا کرو حج کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہو۔ تاکہ اللہ کی جنت میں داخل کئے جاؤ۔

جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ ان کو سنا دیں جو موجود نہیں ہیں کیونکہ بہت سے وہ لوگ جو موجود نہیں ہیں اس پیغام کی زیادہ حفاظت کریں بہ نسبت یہاں سننے والوں کے۔

خطبے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا یا نہیں تو تم کیا جواب دو گے؟ تمام حاضرین نے کہا کہ وہ گواہ ہیں اور قیامت کے روز گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنی شہادت کی انگلی اٹھائی اور فرمایا۔

اے رب!

آپ گواہ ہیں۔ آپ گواہ ہیں۔ آپ گواہ ہیں۔

۳۷۔ ان اقتباسات کے جمع کرنے کا مقصد

اگر نیچے دیئے ہوئے اقتباسات آپ کے ذہن کو جھنجھوڑتے ہیں اور آپ کے ضمیر کو ابھارتے ہیں اور روح کو ہلاتے ہیں تو قرآن کے احکامات کو قبول کیجئے تو پھر اٹھئے اور اپنے عظیم بزرگوں کی مثال پر عمل کیجئے۔ قرآن سورۃ تین (۹۵:۴) میں فرماتا ہے کہ'' ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں پیدا کیا۔''

یہ کوشش موجودہ نئی نسل اور نئے تعلیم یافتہ نوجوان کو قرآن کے قریب لانے کی ہے۔ مغربی تعلیم نے جو کج رو دماغوں میں پیدا کر دی ہے ان کو دور کر کے یقین اور ایمان کو جگانا ہے اور اس پاکیزہ روح کو جگانا ہے جو کہیں دل کی گہرائیوں میں دبی ہوئی ہے۔

۳۸۔ دنیا کے غیر مسلم محققین قرآن اور اسلام کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

دنیا کے بہت سے نامور غیر مسلم عالموں اور سائنس دانوں نے قرآن کریم اور اس کی معنویت کا صحیح معنی میں مطالعہ کیا اور اس پر رائے قائم کی۔ تعصب اور برائیاں ڈھونڈنے کے عام دستور سے ہٹ کر بے لاگ رائے قائم کی۔ مندرجہ ذیل اقتباسات ان کی تحریر میں سے ہیں۔

<u>لندن یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر حارٹ وج ہرش فلڈ</u>

(الف) قرآن بے مثال ہے اپنی بات کو منوانے فصاحت اور انشاء کے نقطہ نظر سے کوئی بھی قوم اس تیزی کے ساتھ قرآن کے دائرے میں نہیں آئی جیسا کہ اولین مسلمان آئے۔

(ب) قرآن آج کے تمام سائنسی علوم کا سرچشمہ ہے۔

لندن یونیورسٹی کے ڈاکٹر سرٹرٹن اپنی کتاب ''اعتقاد اور عمل'' میں لکھتے ہیں :

''قرآن کے اعتقادات کی بنیاد عقل پر ہے۔ قرآن صرف اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔''

ڈاکٹر البرٹ آئن اسٹائن

ایک مشہور سائنس دان اپنی کتاب ''زندگی اور وقت'' میں کہتے ہیں: ''سب سے زیادہ خوبصورت جذباتی تجربہ جو انسان کو ہوسکتا ہے اس کی اصل صوفیانہ ہے۔ وہ جس کو جذبات ہلا نہیں سکتے وہ ایک بے حس شخص ہے اور وہ جس کو روحانی تجربہ مسحور نہیں کرتا وہ ایک مردہ شخص ہے۔ اس کو پہچاننا جو سمجھ میں نہ آسکے مگر یقیناً موجود ہے عقل کی انتہا ہے اور خوبصورتی کی انتہا ہے۔ اس کو ہماری کند صلاحتیں محسوس نہیں کرسکتیں۔ یہ علم اور یہ احساس صحیح مذہبیت کی بنیاد ہے اور میں اس طریقہ اور اس حلقہ میں ایک گہرا مذہبی شخص ہوں۔ اور وہ شخص جو ایک خدا، الہامات، پیغمبروں، فرشتوں اور جزا کے دن پر یقین نہیں رکھتا ایک سائنس دان نہیں کہلاسکتا۔''

گوئٹے: سب سے بڑے جرمن شاعر نے قرآن کے متعلق کہا: کہ یہ کتاب ہمیشہ ہر زمانے میں لوگوں پر اثر انداز ہوگی۔ اگر اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرنے کا نام اسلام ہے تو کیا ہم سب مسلمان نہیں۔

ڈاکٹر اسوالڈ سینگر نے اپنی کتاب ''تاریخ فلسفہ'' میں لکھا:

قرآن کا کارنامہ انسانی تاریخ میں انقلابی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے پرانی رومن اور یونانی تہذیبوں کے خلاف بغاوت کی اور یہ قرآن تمام خیال آرائیوں اور توہمات کے خلاف ہے۔ قرآن بار بار دہراتا ہے کہ فطرت اور تاریخ علم حاصل کرنے کے بہترین ذرائع ہیں۔

پروفیسر آر بری کیمبرج یونیورسٹی نے اپنی کتاب: ''قرآن کا مطلب'' میں لکھا ہے

''قرآن اس وقت نازل ہوا جب یونانی اور رومن تہذیبیں بالکل مرچکی تھیں۔قرآن والوں نے اپنی سائنس اور آرٹس خود پیدا کیں۔''

ایک کتاب ''انسانیت کی تاریخ'' میں کہا گیا ہے: کہ ''اگر قرآن نازل نہ ہوتا تو یہ ممکن تھا کہ موجودہ تہذیب وہ کردار نہ پیدا کرتی جس کی وجہ سے وہ پرانی تمام تہذیبوں سے آگے بڑھ چکی ہے۔''

پروفیسر ڈیورانٹ عظیم امریکن تاریخ دان کہتا ہے:

قرآن نے انسانیت کی سب سے بڑی خدمت یہ کی ہے اس نے انسانوں کو پروہتوں اور پادریوں سے نجات دلائی۔ یہ مذہبی ٹھیکیدار انسانی معاشرہ کی انتظامی اور روحانی زندگی میں زبردست فساد اور رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔

تاریخ تہذیب میں پروفیسر ڈیورنٹ نے لکھا ہے کہ اسلام کے خلاف مغربی لکھنے والوں کی جھوٹ اور بیہودہ کتابیں اب بے پردہ ہوچکیں ہیں اور بہت سے مغربی فلسفیوں اور مصنفوں نے اسلام اور قرآن کا تفصیل سے مطالعہ کیا ہے۔

کارنیگی ریسرچ واشنگٹن نمبر ۷۶ میں لکھا ہے:

''آٹھویں صدی سے بارہویں صدی تک یورپ کی زبان عربی تھی۔عربی سائنس اور ترقی کی زبان تھی۔سائنس کی پوری تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔

مسلمان سائنسی تحقیق اور ذہانت سے سرشار تھے۔ مسلم کلچر کی روشنی بہت سے مرکزوں سے پھوٹ رہی تھی جو یورپ اور وسطی ایشیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہ کلچر حساب' اسٹرانومی' کیمسٹری' فزکس' انجینئرنگ' جغرافیہ اور طب پر مشتمل تھا۔

۷۵۰ء سے ۱۱۰۰ء تک اسلام نے کئی عالم پیدا کئے مثلاً ابطیر جو نباتیات کا عالم تھا، عبداللطیف جو طب کا ماہر تھا۔جابر بن حیان الکندی' الخوارزمی' ابن سینا' المسعودی' الغزالی' عمر خیام اور الجرار وغیرہ۔''

(الف) برطانوی تحقیقاتی رسالے کہتے ہیں۔'' یورپ اور دوسرے علاقے تلوار سے فتح نہیں کئے گئے بلکہ وہ قرآن کی اپیل اور استدلال اور قرآن کی تمدنی برتری کی وجہ

سے فتح ہوئے اور علم کے بے اندازہ خزانے جو عربی زبان میں موجود تھے قرآن کی دلیلیں اتنی جامع اور ٹھوس ہیں کہ انسان اُنھیں دل سے قبول کرتے ہیں کسی تلوار یا زور زبردستی کی ضرورت نہیں ہے۔

(ب) عربی ۸۰۰ء سے ۱۴۰۰ء تک یورپ کی زبان تھی اور قرآن' ان کا نظریہ زندگی رہا۔ بارہویں صدی تک یورپ کے پڑھے لکھے لوگوں نے قرآن کے قانون کو منظور کر لیا تھا۔

(ج) برطانوی تحقیقات سے وہ تاریخی واقعات کھلتے ہیں جن پر یورپین تاریخ دانوں نے یا تو پردے ڈال رکھے تھے یا ان کو جھوٹ کا لبادہ پہنا دیا تھا۔ ان تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کس طرح قرآن کی تعلیمات کا مختلف شہنشاہوں' پادریوں' جنگی جرنیلوں نے مطالعہ کیا اور کس طرح ان تعلیمات کو یورپ میں عملی جامہ پہنایا۔

(د) تحقیقاتی مقالے بتاتے ہیں کہ کس طرح قرآن اپنی روشنی خاموشی سے سارے یورپ میں پھیلا رہا تھا۔ نویں صدی تک جرمن' فرنچ اور انگریزوں نے قرآن اور اسلامی تعلیمات کو اپنے اداروں میں رائج کیا۔

(ہ) قرآنی قانون نے آخر کار اعلیٰ ترین مذہبی اداروں میں رواج پالیا۔

(و) یورپین یونی ورسٹیوں نے خصوصاً آکسفورڈ اور پیرس کی یونی ورسٹیوں نے عربی زبان کو رواج دینے میں بڑا کردار ادا کیا۔

(ز) مارسیلز میں عربی تعلیم کا اعلیٰ ترین ادارہ تھا۔

(ح) قرآن کا ترجمہ لاطینی زبان میں ہوا اور یورپ نے عربی سائنس کو اپنایا۔

(ط) تیرہویں صدی کے آخر تک سارا یورپ قرآنی تعلیمات اور قرآنی سائنسی علم اور تحقیق کے اثر میں تھا۔

(ی) اس طرح سے قرآنی اثر فرانس' جرمنی' انگلستان اور اٹلی کے مختلف طبقوں پر جم گیا تھا۔ غریب شہریوں سے لے کر جرمن کے شہنشاہ تک۔

شہنشاہ بونا پارٹ نے ایٹ اسلام میں کہا:

(الف) مجھے امید ہے کہ وہ دن زیادہ دور نہیں جب میں تمام ملکوں کے پڑھے لکھے اور ذہین آدمیوں کو قرآن کے اصولوں پر متفق کر سکوں گا۔ وہ اصول جو سچے ہیں اور انسانوں کو خوشیاں بخش سکتے ہیں۔

(ب) قرآنی لوگ سائنس اور ادب کے بڑے شیدائی تھے۔ صرف قاہرہ میں علم فلکیات پر ۶۰۰۰ کتابیں تھیں اور ایک لاکھ سے زیادہ حساب، فزکس، کیمسٹری اور طب پر تھیں۔

(ج) بہت سے علم اور ادب کے بے شرم چوروں نے ان کتابوں کو عربی سے لاطینی میں ترجمہ کر کے اپنے نام کر لیا۔ بہت سے مسلم مصنفوں کے نام لاطینی میں بگاڑ دیئے گئے تاکہ ان کی اصلیت چھپ جائے۔

(د) قرآن بہت سی یورپ کی یونی ورسٹیوں میں پڑھایا جاتا تھا۔

''انسانی زندگی کا شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہے جہاں اسلام نے مغربی روایات کو مالا مال نہیں کیا۔ کھانا پینا، دوائیں، اسلحہ، صنعت، تجارت، ایجادات، بحری جہاز رانی، آرٹ وغیرہ۔ تمام شعبوں میں اسلام نے اضافہ کیا اور بہت سی اصطلاحات عربی سے لی گئیں۔

پروفیسر میکس مائر پیرس یونی ورسٹی کی فرنچ تحقیق لی مانڈے اسلامک Lemonde Islamique میں لکھتے ہیں:

(الف) یورپ کو سائنٹیفک، معاشی، سیاسی اور ادبی تصورات قرآنی تہذیب نے دیئے۔

(ب) تقریباً ۱۰۰۰ الفاظ انگریزی میں رائج ہیں جو عربی سے لئے گئے ہیں اور ان الفاظ سے بنائے ہوئے دوسرے الفاظ بھی انگریزی میں رائج ہیں۔

اگر تاریخ کا ایمانداری سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ تقریباً ۱۰۰ الفاظ یورپی زبانوں میں ایسے ہیں جو قرآن سے لئے گئے ہیں۔

پروفیسر آرنلڈ بے توائن بی لکھتا ہے:

(الف) نسلی امتیاز کا خاتمہ موجودہ دنیا میں قرآن کا عظیم کارنامہ ہے۔ اس نیکی کو پھیلانے

کی سخت ضرورت ہے۔ اسلامی اسپرٹ اس مسئلہ کو امن اور رواداری کے ساتھ سلجھا سکتی ہے۔

(ب) مغربی تہذیب نے معاشیات اور سیاسیات پر زیادہ زور دیا ہے مگر ساتھ ہی اس نے اخلاقی اور معاشرتی خلاء پیدا کر دیا ہے۔

مائیکل ہارٹ نے اپنی کتاب ''ایک سو بڑے انسان''

(جو اس نے نیویارک سے چھاپی ہے) میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اول نمبر پر رکھا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو تیسرے نمبر اور گوتم بدھا کو چوتھے نمبر پر۔ وہ اگرچہ ایک یہودی ہے مگر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ۱۶ ویں نمبر پر رکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

(الف) میں نے ان سو آدمیوں کو ان کی اہمیت کے مطابق ترتیب دی۔

(ب) ایک چونکا دینے والی مثال یہ ہے کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پہلے نمبر پر رکھا ہے، عیسیٰ (علیہ السلام) سے اوپر، کیونکہ میرے خیال میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسلامی مذہب کے قیام میں زیادہ اہم کام کیا۔

(ج) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ کارنامہ بے مثال ہے کہ انہوں نے مذہبی اور سیاسی اثرات کو یکجا کر دیا اور یہ بات ان کو انسانی زندگی پر اثرات کے حساب سے اول نمبر دلوانے کے لئے کافی ہے۔''

(د) مردوں اور عورتوں کی اس ترتیب میں جو میں نے اس کتاب میں قائم کی ہے میں نے یہ خیال رکھا ہے کہ ان کے کارناموں نے آنے والی نسلوں اور واقعات پر کیا اثر ڈالا۔

(ہ) چونکہ قرآن مسلمانوں کے لئے کم سے کم اتنا اہم ہے جتنا بائبل عیسائیوں کے لئے ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اثر بذریعہ قرآن مسلمانوں پر بے اندازہ ہے اور یہ بات غلط نہ ہوگی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اثر مسلمانوں پر عیسیٰ اور سینٹ پال کے) عیسائیوں پر مشترکہ اثر سے زیادہ ہے۔

برنارڈ شانے اپنی کتاب Whither Islam میں لکھا ہے:

(الف) کسی اور مذہب کو اتنی کامیابی نہیں ملی جتنی اسلام کو۔ لوگوں میں (مساوات) رتبہ اور مواقع کی برابری ملی۔

(ب) میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب تمام لوگوں کو آئندہ گوارا ہوگا جیسا کہ وہ آج کے یورپ کو گوارا ہو رہا ہے۔ زمانہ وسطیٰ کے لکھنے والوں نے یا تو لاعلمی کی وجہ سے یا شرارت کی وجہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے مذہب سے نفرت کرنی سکھائی اور انہیں عیسیٰ (علیہ السلام) کے مخالف کے روپ میں پیش کیا۔ میں نے اس عظیم شخصیت کا مطالعہ کیا اور میرے خیال میں یہ مذہب قطعی عیسیٰ (علیہ السلام) کا مخالف نہیں ہے۔ اس کو انسانیت کا نجات دہندہ سمجھنا چاہئے۔ میرا یقین ہے کہ اگر اس جیسا کوئی شخص یورپ کا ڈکٹیٹر ہو جائے تو وہ موجودہ دنیا کے مسائل کو بخوبی حل کر سکے گا اور امن اور آشتی اور خوشیوں کی وہ فضاء آئے گی جس کی ہمیں تمنا ہے۔ یورپ آج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی طرف جھک رہا ہے۔ اگلی صدی میں یہ جھکاؤ اور بھی بڑھ جائے گا اور اس مذہب کی افادیت کو محسوس کیا جائے گا اور اس کو میری پیش گوئی سمجھنا چاہئے۔

پروفیسر باسورتھ نے کہا:

''ان کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) دنیا کا سب سے بڑا اصلاح کرنے والا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اتنی عظیم انقلابی تبدیلیاں نہ ان سے پہلے کوئی لا سکا اور نہ ان کے بعد۔ وہ تمام پیغمبروں اور مذہبی شخصیتوں میں کامیاب ترین شخصیت ہیں۔

پروفیسر گبن دنیا کے ایک نامور مورخ نے لکھا ہے کہ:

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سب سے بڑی فتح یہ تھی کہ یہ فتح اخلاقی قوت سے تھی بغیر تلوار کی ایک ضرب کے۔ یہ بات قرآن سے اور مسلم فاتحین کی تاریخ سے ثابت ہے کہ انہوں نے کس طرح عیسائی طرز عبادت کو گوارا اور برداشت کیا۔

پروفیسر میکنا کہتا ہے کہ:

(الف) اسلام شدید مخالف قوتوں کے درمیان توازن پیدا کرتا ہے۔
(ب) یہ سب سے پہلے کردار کی تعمیر پر توجہ دیتا ہے جو تہذیب کی بنیاد ہے۔
(ت) یتیم خانے دنیا میں سب سے پہلے اسلامی پیغمبر کی تعلیمات کی بنیاد پر قائم ہوئے۔
دنیا میں یتیم خانوں کی بنیاد کے لئے پیغمبر اسلام کا شکر گزار ہونا چاہئے جو خود یتیم پیدا ہوئے تھے۔

سروجنی نائیڈو لکھتی ہے:

''یہ پہلا مذہب تھا جس نے جمہوریت کی تعلیم دی (٦٨) اور اس پر عمل کیا کیونکہ مسجد میں جب اذان دی جاتی ہے اور نمازی جمع ہو جاتے ہیں تو اسلام کی جمہوریت دن میں پانچ بار دہرائی جاتی ہے جب کہ غریب اور بادشاہ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ اللہ اکبر' اللہ سب سے بڑا ہے۔''

مہاتما گاندھی نے کہا:

''اسلام نے اسپین کو مہذب بنایا اور اپنی روشنی مراکش تک پھیلائی۔ اس نے دنیا کو اخوت (بھائی چارہ) کا سبق دیا۔ جنوبی افریقہ کے یورپین اسلام سے ڈرتے ہیں کہ اسلام کے اثر سے کہیں کالے گوروں کی برابری نہ کرنے لگیں۔''

پروفیسر ہرگرونجے (Hurgronje) کہتا ہے:

'' اسلام نے مختلف قوموں کو اکٹھا کر کے بین الاقوامی بھائی چارے کی ایسی بنیاد ڈالی جو دوسروں کے لئے رہنمائی کا کام کرتا ہے۔''

پروفیسر رادھا کرشنا میسور سے لکھتے ہیں:

''اسلام کمزور جنس (عورت) کے محافظ کی حیثیت میں آیا اور عورتوں کو وراثت کا حق دیا۔ اس نے عورت کو ۱۴۰۰ سال پہلے جائیداد رکھنے کا حق دیا۔ انگلستان نے جو جمہوریت کا گھر سمجھا جاتا ہے اس نے اسلام کے اس اصول کو ۱۲۰۰ سال بعد اپنایا اور پارلیمنٹ

(Parliament) نے ایک قانون بنایا جس کا نام تھا (The Married Women Act) شادی شدہ خواتین کا قانون جس نے عورت کو اسلام کی طرح ملکیت کا حق دیا۔

Encylopaedia Britannica لکھتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے سب پیغمبروں اور مذہبی رہنماؤں میں سب سے زیادہ کامیاب شخصیت تھے۔

Laura - Veccia Varieri نے اپنی کتاب

''اسلام کا جواب'' میں لکھا ہے:

''قرآن کے الہامی کتاب ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ یہ کتاب اُسی حالت مین محفوظ رکھی گئی ہے جس دن سے وہ نازل ہوئی تھی اس دن سے آج کے دن تک۔ ساری دنیا اس کو بار بار پڑھتی اور دہراتی ہے اور مسلمان اس سے کبھی نہیں اکتاتے بلکہ بار بار دہرانے سے ان کی محبت اور بڑھتی ہے۔ یہ ان لوگوں پر جو اس کو پڑھتے ہیں اور جو اس کو سنتے ہیں ایک ہیبت طاری کرتی ہے۔''

ڈاکٹر تاراچند ایک مشہور عالم اور مورخ لکھتے ہیں:

''ایک ہزار سال تک یہ تہذیب (اسلامی تہذیب) ایک روشنی کا مینار تھی جس سے دنیا روشن ہوئی۔ یہ یورپی تہذیب کی ماں تھی کیونکہ اس تہذیب کے ماننے والے انسانوں (مسلمانوں) نے وسطی دور میں حکومت کی، انہی کے قدموں میں بیٹھ کر اسپین، فرانسیسیوں، انگریزوں، اطالویوں اور جرمنی والوں نے فلسفہ، سائنس، حساب، فلکیات (Astronomy)، کیمسٹری، فزکس، طب (Medical) اور صنعتی تعلیم (Industrial Technique) حاصل کی۔ ان کے استادوں کے نام عام اور کام آج تک مشہور ہیں۔

مارس بکلے ایک فرنچ سائنس دان نے اپنی کتاب ''بائبل، قرآن اور سائنس''

میں کہا: ''قرآن یقینی طور پر کوئی ایسی بات پیش نہیں کرتا جو موجودہ ثابت شدہ سائنسی حقائق کے خلاف ہوں۔ یعنی خدائے تعالیٰ حق کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ حقائق اپنے آپ کو آخر کار منوا لیتے ہیں چاہے باطل پرست اس کی کتنی ہی مخالفت کیوں نہ کریں۔

سٹوڈارڈ نے کہا:

''اسلام کا عروج انسانی تاریخ کا عظیم الشان واقعہ ہے۔ایک قطعی غیر معروف اور غیر اہم خطے سے اٹھ کر اسلام ایک صدی میں آدھی دنیا پر چھا گیا۔ بڑی بڑی سلطنتوں کو جھکا دیا اور ایک روحانی انقلاب بر پا کیا اور ایک نئی دنیا تعمیر کی۔اسلام کی دنیا۔''

جیمس مچز نے کہا:

'' قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے اور یقیناً سب سے زیادہ حفظ کرنے والی کتاب ہے اور یقیناً لوگوں کی زندگی میں سب سے زیادہ انقلاب پیدا کرنے والی کتاب ہے۔ان لوگوں کی زندگی میں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ نہ نظم ہے اور نہ نثر۔لیکن یہ سننے والوں پر وجد طاری کر دیتی ہے۔''

ایپسنٹ اپنی کتاب ''محمد اور ان کی تعلیمات'' میں لکھتی ہیں ہے کہ ''یہ ناممکن ہے کوئی شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق معلومات حاصل کرے اور اس عظیم الشان عربی استاد کا گرویدہ نہ ہو جائے۔''

☆☆☆☆

۳۹۔ قرآن پر ایک نظر

اسلام قرآن میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت قرآن کی آئینہ دار ہے۔اس لئے قرآن پر بھی نظر ڈالنی چاہئے۔

قرآن کے معنی ہیں وہ کتاب جو پڑھی جائے اور بار بار پڑھی جائے۔

قرآن آسمانی صحیفہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں جو جبرائیل علیہ السلام کی معرفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ عربی زبان میں تھوڑے تھوڑے تئیس سال کے عرصہ میں یہ الفاظ جب نازل ہوتے تھے تو کاتبین وحی اس کو لکھ لیتے تھے اور حافظ ان کو حفظ کر لیتے تھے۔ کسی اور الہامی کتاب کو محفوظ رکھنے کا اتنا مضبوط انتظام نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے وہ محفوظ نہ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مختلف پیغمبروں پر صحیفے نازل کیے۔

(الف) تورات یا عہد نامہ قدیم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔(۶۹)

(ب) زبور دعاؤں کا مجموعہ حضرت داؤد علیہ السلام پر۔

(ت) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

(ج) قرآن اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

قرآن میں سورہ المائدہ ۵:۴۴، ۵:۴۶ میں یہ اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں اور یہودیوں پر کتاب نازل کی اور سورہ دھر ۲۳:۷۶ میں فرمان ہے کہ "وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے قرآن تم پر رفتہ رفتہ نازل کیا۔"

قرآن آخری ہدایت نامہ ہے اور سورہ مائدہ ۵:۳ میں فرما دیا گیا ہے کہ "آج مکمل کر دیا ہے میں نے تمہارے لیے تمہارا دین۔ اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت۔ اور پسند کر لیا تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین"

قرآن سورہ المائدہ ۳:۵ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''پھر بھلا بیٹھے (یعنی نسارہ) بھی بڑا حصہ اس تعلیم کا (یعنی انجیل کا) اس لیے اب قرآن کے نزول کے بعد تمام پرانے صحیفے اور کتابیں منسوخ ہوگئیں۔ انسانیت کو اب تمام ہدایت صرف قرآن سے ملے گی۔ قرآن کے بعد اللہ تعالیٰ نہ کوئی نبی بھیجے گا نہ کوئی کتاب نازل ہوگی۔ سورہ احزاب ۴۰:۳۳ میں فرما دیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔'' اور سورہ حجر ۹:۱۵ میں فرمایا گیا ہے کہ ''ہم ہی نے قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔''

قرآن ام الکتاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہت سے صفاتی نام (۹۱) قرآن میں استعمال کیے ہیں۔ ان میں سے چھ نام یہ ہیں: کتاب، قول فیصل، ہدایت، حق و باطل کا امتیاز، آخری فیصلہ، کتاب الشفا، وہ کتاب جس میں کوئی شک نہیں، روشن کتاب وغیرہ۔

قرآن کریم بڑی سلیس اور صاف ستھری عربی زبان میں لکھا ہوا ہے۔ نہ یہ نثر ہے نہ نظم لیکن اس کا ایک اپنا منفرد انداز بیان ہے جس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ قرآن کریم کی شان اپنی مثال آپ ہے۔

قرآن کریم کی عربی کی یکتائی یہ ہے کہ ایک لفظ سے کئی اور الفاظ نکلتے ہیں اور اس کے وقفہ اور آیات بیان کو حسن اور زور دینے میں معاون ہیں۔ کوئی اور کتاب قرآن کے برابر وقفہ اور آیات میں نہیں ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ معلوم ہو کہ کہاں ٹھہرنا ہے اور کہاں نہیں ٹھہرنا ہے۔

قرآن کریم وہ واحد کتاب ہے جس کی کسی آیت اور لفظ میں آج تک کوئی تحریف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ وہ ہی اس کتاب کا محافظ ہے اور یہ لاکھوں حافظوں کے سینے میں محفوظ ہے۔ یہ ویسی ہے اور ویسی ہی رہے گی جیسا وہ نازل ہوئی تھی۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں تو وہ دیکھیں گے کہ لوگ وہی قرآن پڑھ رہے ہیں جو ان پر وحی کیا ہوا ہے۔

پہلے قرآن ایک خطاب کی شکل میں نازل ہوا تھا جو فوراً لکھ لیا گیا۔اس خطاب میں ایک عظیم فصاحت اور معنی کی عظیم بلاغت ہے۔یہ ایک زندہ خدا کا زندہ کلام ہے۔

قرآن میں ایک معنوی وحدت ہے۔اس کی ۱۱۴ سورتیں ایک ہی بنیادی خیال کے گرد بار بار گھومتی ہیں اور ہر سورہ ایک مکمل اکائی ہے اور آیتیں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

قرآن کے الفاظ کی نغمگی دلوں کو مسحور کر لیتی ہے۔قرآن کی تلاوت کے وقت دلوں کے تار ہل جاتے ہیں اور آسمانی پیغام روح کو وجد میں لاتا ہے۔جس وقت قرآن پڑھا جاتا ہے تو قرآن کا پڑھنے والا مسحور ہو جاتا ہے اور اس کے آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ یہ قرآن کا ایک معجز ہے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھیئے اور اس پر غور کیجئے۔آپ کے دل ہل جائیں گے۔سورہ مزمل ۴:۷۳ میں حکم ہے کہ ''قرآن کو آہستہ آہستہ پڑھا جائے۔''

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا ایک معجزہ ہے۔ہزاروں لاکھوں حافظوں نے اس کو زبانی یاد کر رکھا ہے۔یہ قرآن کا اپنا معجزہ ہے۔قرآن کا دوسرا معجزہ ۱۹ کے عدد میں ہے جو سورہ مدثر ۳۰:۷۴ میں بیان کیا گیا ہے۔یہ اسلام کا ایک معجزہ ہے کہ وہ دوبارہ عروج پذیر ہو رہا ہے۔ ابھی چند سالوں پہلے تک مغرب نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اسلام ختم ہو چکا ہے لیکن اب اسلام کا دوبارہ عروج ہو رہا ہے قرآن پریشان انسانیت کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کے اوپر انسانیت کی نجات کا دارومدار ہے۔قرآن انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہے۔(۷۰)

قرآن کریم معلومات کا ایک خزانہ ہے۔یہ آخری اور جامع الہامی کتاب ہے۔بار بار توحید کا ذکر ہے۔وہ خدائے واحد جو ہر چیز پر قادر ہے۔جو عالم دانا اور دیکھتا ہے اور جو سنتا ہے۔جس کی خدائی زمینوں اور آسمانوں پر حاوی ہے۔جو کچھ بھی موجود ہے وہ خدا کا ہے۔ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا قرآن میں بار بار ذکر ہے۔قرآن مجرموں کو ڈراتا ہے اور نیک لوگوں کو بشارت دیتا ہے۔قرآن کریم بار بار شیطان کے گمراہ کرنے اور جہنم کے عذاب سے ڈراتا ہے اور قرآن لوگوں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ جنت کی تلاش کریں۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن کریم بت پرستی اور صرف دنیا پرستی کو برا سمجھتا ہے۔قرآن کریم انسانوں کی ہر شعبہ زندگی میں رہنمائی کرتا ہے۔قرآن کریم کی رہنمائی کا پھیلاؤ بڑا وسیع ہے۔یہ انسانوں کی اخلاقی درستگی اس حد تک کرتا ہے کہ انسان انتہائی کامل نمونہ بن جائے۔ یہ شادی بیاہ طلاق وراثت جسمانی اور روحانی طہارت غرض کہ ہر معاملہ میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ جنسی بے راہ روی پر شدید سزا مقرر کرتا ہے۔قرآن کریم عورتوں کو ایک اعلیٰ مقام عطا کرتا ہے۔ان کو ایک حد تک آزادی اور مساوات کی نعمت عطا کرتا ہے اور اس کو ملکیت اور تجارت اور معاشی آزادی کا حق دیتا ہے۔قرآن کے نزدیک سب انسان برابر ہیں۔صرف تقویٰ اور پارسائی ہی ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے۔(۷۲)

تمام علوم کا ایک ہی ماخذ ہے اور وہ ہے اللہ۔قرآن کریم کی رو سے تمام چیزیں اور طاقتیں انسان کے لئے مسخر کردی گئی ہیں اور تمام علوم کی طرف انسان کی رہنمائی کی گئی ہے۔ قرآن کریم انسان کو تسخیر کائنات کی طرف راغب کرتا ہے۔انسان کو فطرت سے قریبی تعلق بنانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔قرآن کو تفکر اور تدبر کے ساتھ پڑھنا چاہیئے اور الفاظ کے درمیان سے معنی کی خوشبو حاصل کرنا چاہیئے۔

قرآن۔ پالیٹکس، قانون، تجارت، جنگ، فلاسفی اور منطق۔یعنی ہر شعبہ میں رہنمائی کرتا ہے۔قرآن ۔فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، جیولوجی' آسٹرونامی اور آسٹروفزکس وغیرہ میں بھی رہنمائی کرتا ہے۔قرآن انسان کو آسمانوں کی کھوج کرنے کی اجازت دیتا ہے۔قرآن انسان کو قدرت سے گہرا رابطہ رکھنے کو کہتا ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ دنیا کا ہر انسان قرآن کا مطالعہ کرے اور اس کی تعلیمات پر غور اور فکر کرے۔اسے گہری نظر سے دیکھے اور پرکھے اس کی ہر آیت کے معنی گلاب کے پھول کی خوشبو کی طرح ہے۔جتنا زیادہ نچلی یعنی گہرائیوں میں اترو گے اتنی ہی زیادہ روحانی گہرائی کی خوشبو میں جا ڈوبو گے۔قرآن جب اچھی طرح سمجھ میں اور عقل میں آجائے تو پھر اس پر عمل کیا جائے۔

قرآن میں ۱۸امردوں اور ۱۵اعورتوں کا ذکرآیا ہے۔ ۲۸ کہانیاں بیان کی گئی ہیں۔ ۳۷ مثالیں دی گئی ہیں۔ ۱۳۰اقوام کا ذکر ہے۔ ۲۶ پیغمبروں کا ذکر ہے۔تقریباً ۵۴ بڑے گناہوں کا تذکرہ ہے۔ ۴۰ دعائیں ہیں۔قرآن کریم میں ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ ۶۲۳۶ آیات ہیں۔ ۷۶۵۴۶ الفاظ ہیں جن میں ۳۲۵۰۲۶ حروف ہیں اور یہ تقریباً ۲۳ سال میں نازل ہوا۔

قرآن کریم سے ناواقفیت اور اس سے دوری انسانی ذہن کی کمزوری ہے۔ایک الہامی کتاب کا تقاضہ ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے۔قرآن کریم کو عربی زبان میں پڑھنا واحد اور خوبصورت ترین راستہ ہے۔یہ ایک المیہ ہے کہ بہت سے مسلمان اس کو عربی میں پڑھ نہیں سکتے اور پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ترجمہ کبھی اصل کی جگہ نہیں لے سکتا، قرآن کریم کے بے مثال انداز کا ترجمہ ناممکن ہے۔یہ سمجھ لینا چاہئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس کا ترجمہ ایک انسانی کاوش ہے۔

صدیوں کے متعصّبانہ پروپیگنڈے نے مسلمانوں کو قرآن کریم سے دور کردیا ہے، وہ اس کی روح اور پیغام شفا سے محروم رہتے ہیں اور یہ ان کا اپنا نقصان ہے۔ساری انسانیت کو اسے پڑھنا اور سمجھنا چاہئے۔یہ زندگی کا نیا خوبصورت راستہ سکھائے گا۔پہلے قرآن کریم کو عربی میں پڑھیں پھر ترجمہ پر غور کریں اور پھر اس کو اپنی زندگی میں اپنائیں ۔دین اسلام کو مکمل سمجھنے اور اس پر صحیح عمل کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہوگا کہ آپ عالموں سے سوال پوچھیں۔بزرگوں کی کتابیں پڑھیں اور تفاسیروں کا مطالعہ بھی کریں۔

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خاتمۂ کلام

۴۰۔ دنیا میں اسلام کیوں کامیاب ہے

اسلام ایک مذہب کی حیثیت سے کامیاب ہے۔ کیوں؟ کس چیز نے انسانوں کو اس کی طرف راغب کیا۔ کیونکہ انسانی ذہن نے تمام جھوٹ مکر اور نا قابل فہم نظریات اور مذہبوں کو رد کر دیا ہے۔ یہ نظریات نا قابل فہم‘ نا قابل یقین اور گمراہ کن تھے اور اس لیے ان کو رد کر دیا گیا۔ ان کی بنیاد کھوکھلی تھیں۔ انہوں نے انسانوں کو کہیں کا بھی نہیں رکھا۔ انسان ابھی انسان سادہ سچا اور مکمل مذہب مانگتا ہے۔ انسانی ذہن نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ جھوٹے دوسرے اور تیسرے درجہ کے نظریات سے مطمئن نہیں ہوسکتا۔

اسلام کی سب سے پہلی اور سب سے عظیم بات یہ ہے کہ وہ سادہ اور آسان مذہب ہے۔ یہ انسان کو اپنے پروردگار کے ساتھ رابطہ رکھنے کا کام کرتا ہے۔ یہ انسان کو سیاست معاشرت اور معاش کے طریقے سکھاتا ہے۔ یہ بیک وقت دنیاوی اور دینی مذہب ہے۔ اسلام کے ترقی پسند نظریات انسانی ذہن کو اپیل کرتے ہیں۔ یہ سائنسدانوں‘ مفکروں اور فلاسفروں کے ساتھ عام انسانوں کو بھی مطمئن کرتا ہے۔ یہ دانشوروں کے ذہن کو بھی اسی طرح فتح کرتا ہے جس طرح عام آدمیوں کے ذہنوں کو۔

اسلام کو پڑھنا اصل میں سچ کو پڑھنے کے مترادف ہے۔ جو چیز نہ بھولنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کو صرف پھیلانا نہیں ہے بلکہ دلوں میں راسخ کرنا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ **لا الٰہَ الاالله محمدرسول الله** دلوں پر نقش ہو جائے۔ کوئی خدا نہیں سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ عظیم ترین اعلان ہے۔

اسلام مسلمانوں کے دل اور دماغ اور روح میں اپنی جگہ بنالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وجود کی خوشبو انسانوں میں رچ بس جاتی ہے۔روزمرہ کی زندگی میں مسلمانوں پر قرآن کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے مذہبوں کے ماننے والوں پر ان کی کتابوں کا۔اسلام کے بنیادی اصول اتنے فطری قابل یقین اور مسحور کن ہیں کہ تلاش کرنے والے کو ان کو فوراً قبول کر لینا پڑتا ہے۔اسلام میں کوئی سرحدیں نہیں ہیں۔تنگ نظری صوبائی اور ملکی عصبیتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔رنگ ونسل اور قومیت کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ساری انسانی نسل ایک برادری اور ایک کنبہ ہے۔اسلام کی قومیت بین الاقوامی ہے۔

۴۱۔ اسلام دنیا کا واحد سچا مذہب ہے

اسلامی امت کی طاقت اسلام میں ہے۔ماضی میں جب مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کیا تو دنیا کی کامیابیوں نے ان کے قدم چومے۔اسلام نے ایک ایسی تہذیب کو جنم دیا جو اپنی مثال آپ تھی۔انسانی قدروں کی اونچی اونچی منازل پر اس تہذیب کی بنیاد تھی۔اس تہذیب کا جلال چمک رہا تھا۔اب بھی قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی وہ ذریعہ ہیں جن سے انسانیت اپنی منزل کو پاسکتی ہے۔

اسلام اللہ تعالیٰ کے فرمان سے نافذ ہونے والا مذہب ہے اور ساری انسانیت کے لئے ہے۔یہ فطرت کا مذہب ہے اور امن کا مذہب ہے۔اسلام عقل میں آنے والا مذہب ہے۔اسلام سچا مذہب ہے اور ابدی مذہب ہے۔

اسلام ایک بہتر دنیا کی تعمیر کرتا ہے۔اسلام کی نشاہ ثانیہ اس خواہش کا اظہار ہے کہ اعلیٰ انسانی قدروں کی ہمت افزائی کی جائے اور برائی کو روکا جائے اور انسان ابدی سچائی یعنی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جائے۔

۴۲۔ اسلام ہر زمانے کے لیے ہے

اسلام ایک مذہب ہے جو انسانوں پر دو فرشتے کراماً کاتبین کا متعین ہونا بتلاتا ہے کہ وہ ان کے ہر عمل کو لکھ کر آخرت میں اس کا حساب کتاب پیش کریں گے۔انسان کے ضمیر کی

گرفت اسلام میں اس قدر شدید ہے کہ کسی پولیس فورس کی نہیں ہو سکتی۔ اسلام ترقی پسند ہے سائنٹفک ہے اور روح کو بھی سیراب کرتا ہے اور یہ ہی اس کی سب سے بڑی خوبی ہے۔ اسلام کوئی ٹونے ٹوٹکے کا مذہب نہیں ہے جو چند رسومات تک محدود ہے۔

اسلام واحد مذہب ہے جو دلوں کی بھوک اور روح کی پیاس کو بجھا تا ہے۔ اسلام جسمانی تقاضوں اور روح کے تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ اسلام موجودہ تہذیب کی بے راہ روی کا واحد علاج ہے۔

اسلام واحد ایک مذہب ہے جو انسان کی ہر راہ میں رہنمائی کرتا ہے اور بدلتی زندگی اور بدلتی تہذیبوں میں بھی اسلام بنیادوں اور اساس فراہم کرتا ہے اسلام اپنی اسلامی بنیادوں اور تہذیب کو نہیں بدلتا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نہیں چھوڑتا۔ اسلام میں لچک ہے مگر بنیادی اصول مضبوط مستحکم ہیں۔

دنیا کے مذاہب میں یہ آخری مذہب ہے اور اس لئے سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور مکمل مذہب ہے۔ تاریخی اعتبار سے اسلام نے انسانی تہذیب کی ترقی میں سب سے اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ اللہ کا مذہب ساری انسانیت کے لئے ہے صرف کسی ایک محدود سوسائٹی کے لئے نہیں ہے۔ اگر یونائیٹڈ نیشن نیا عالمی نظام اور انسانی ترقی اور مسرت کی تلاش میں ہے تو اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اس امید کو پورا کرسکتا ہے۔ یہ قدرت کا فیصلہ ہے کہ اسلام کو اب اپنا رول ادا کرنا ہے، مستقبل اسلام کے لئے ہے۔ اسلام ساری دنیا کا ازلی مذہب تھا اور اسلام دنیا کا ابدی مذہب ہے، اسلام کا کوئی خاتمہ نہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اب دنیا میں اسلام کو عالمی مذہب کا مقام دیا جائے۔ (۷۳)

۴۳۔ زمانۂ حال کا مرض

زمانہ حال کا مرض یہ ہے کہ نئے دور کے بیشتر ویسٹرنائیز مسلمان اسلام کی نئی تصویر پیش کرتے ہیں۔ یہ اصل میں ویسٹرنائیز مسلمانوں کی صحیح اسلام سے انحراف کی وجہ سے ہے۔ یہ یہ صرف پیدائش کے لحاظ سے مسلمان ہیں۔ ان کے اعمال، افعال اور کردار قرآنی تعلیمات

سے دور ہیں یہ عیسائیوں کی طرح گلے میں ٹائی باندھتے ہیں۔ یہ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام صرف ایک عبادات کا مجموعہ ہے۔ اصل میں اسلام معاشرت اور معیشت پر بھی اتنا حاوی ہے جتنا اعتقادات اور عبادات پر۔ مسلمانوں کو عملی طور پر قرآن کی روشنی میں پورا مسلمان ہونا چاہئے۔

اسلام کی عظیم الشان سوسائٹی مذہبی بنیادوں پر قائم ہوئی تھی۔ اس کا سنہری دور وہ تھا جب مسلمان قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ اب یہ بنیاد کمزور پڑ رہی ہے۔ آسان دولت کی ہوس، آسان زندگی کی خواہش اور قربانی سے روگردانی عام ہے۔ جہالت، نفاق، عیش پرستی اور دولت کی ہوس اس مرض کی علامات ہیں۔ زندگی میں کوئی توازن نہیں ہے۔

ہم مادی طور پر دولت مند لیکن اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ دنیاوی زندگی پر بہت زور ہے اور آخرت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ یہ وہ وجوہ ہیں جن کی وجہ سے ہم دنیا میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو خود اپنی نفس کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔ ایک مسلمان کا کردار مثالی ہونا چاہئے جو صحیح اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرے۔ ہم کو اسلام کی خوبیاں عملی طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنی چاہئے۔ ہمارا عمل ہمارے الفاظ سے زیادہ کارگر ہوگا۔ یہ بات کم لوگ سمجھتے ہیں کہ جب ہم آخرت کے لئے سرگرم عمل ہوتے ہیں تو ہم دنیاوی زندگی کو بھی سنوارتے ہیں۔ ہم کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

۴۴۔ جب ضمیر پکارتا ہے

زندگی کے کئی رخ ہیں۔ زندگی میں وہ لمحے بھی آتے ہیں جب انسان کا ضمیر پکارتا ہے۔ اللہ اس وقت اس کی رہنمائی کرتا ہے اس پر یکایک الہام ہوتا ہے کہ وہ سچ کو قبول کر لے کہ سب سے بڑی اور برتر طاقت ہے اللہ واحد جو اصل سچ ہے۔ اس وقت انسان کا ضمیر آزاد ہو جاتا ہے اور وہ پھر سوچتا ہے کہ وہ اللہ کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا۔ اس کی زندگی کے معنی اور مطلب سمجھ میں آجاتے ہیں۔ زندگی کے سفر کے آخر میں ابدی حقیقت موت اس کو نظر آجاتی ہے۔ اس کا کیا حشر ہوگا۔ اُس کا آخری مقام کیا ہوگا۔ ایمان وخوف اور حکم

برداری آجاتی ہے۔اس کی سمجھ میں آجاتا ہے کہ اس دنیاوی زندگی کا مقصد آخرت کے لئے تیاری ہے۔اس زندگی کا مقصد اللہ کی بندگی اور نیک عمل کرنا ہے نہ کہ لہو ولعب میں وقت برباد کرنا۔جب انسان حقیقت پر پہنچ جاتا ہے تو خدائے بزرگ و برتر کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے، پھر اسلام اس کی زندگی کا واحد مقصد بن جاتا ہے۔پھر وہ تمام توہمات اور خرافات سے پیچھا چھڑا لیتا ہے۔وہ ذہنی غلامی سے آزادی کی طرف اور تاریکی سے روشنی کی طرف آجاتا ہے۔وہ حق کو قبول کر لیتا ہے۔وہ براہ راست اسلام کے آغوش میں آجاتا ہے۔وہ اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجاتا ہے وہ مسلم ہوجاتا ہے۔

آج کی دنیا اعلیٰ اقدار کی کمی کا شکار ہے۔بہتر دنیا کی تعمیر کے لئے بہتر قدروں کی ضرورت ہے۔قرآن کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے سے دنیا کے آنسو مسکراہٹوں میں بدل جائینگے۔اسلام ایک مثبت اور عملی راستہ پیش کرتا ہے۔اس لئے قرآنی تعلیمات کو ہماری تعلیمی نظام کا ضروری حصہ ہونا چاہئے۔یہ بچپن سے یونیورسٹی تک ہونا چاہئے تاکہ نئی نسل اللہ کے احکامات سے غافل نہ رہے۔قرآنی تعلیمات ایک ذاتی مسئلہ نہیں ہے۔ والدین اور حکومت دونوں کی ذمہ داری ہے۔

یہ بات بغیر کسی شک وشبہ کے سمجھ لینی چاہئے کہ اگر اللہ پر ایمان اور اس کے احکام پر عمل کا نام ''اسلامی بنیاد پرستی'' ہے اور اگر استحصال اور بے انصافی کے خلاف جنگ یہ مغربی ممالک کی دورخی ہے کہ خود تو متعصب ہیں اور مسلمانوں کو ان کے مذہب پر جو کہ پر امن ہے عمل کرنے پر دہشت گرد اور رشوت پسند کہتے ہیں حالانکہ اقوام متحدہ کے دستور نمبر ۱۸ میں صاف موجود ہے کہ ہر قوم ومذہب کو ہر جگہ اس کے مذہب پر عمل کرنے کی کھلی اجازت ہے۔

پورے اعتماد اور ایمان کے ساتھ مسجد، اللہ کے گھر کا رُخ کرو۔ہر قدم صحیح سمت میں ہوگا۔کامیابی انعام اور اطمینان کی سمت میں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ ''بے شک دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے۔'' سورہ رعد ۲۸:۱۳۔(۷۴)

و آخر دعوانا ان الحمد الله رب العالمين

☆☆☆☆

۴۵۔ آپ کے آباؤ اجداد

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت قصی

حضرت عبدالمناف

حضرت ہاشم

حضرت عبدالمطلب

حضرت عبداللہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆

۴۶۔ آپ کی بیویاں بیٹے اور بیٹیاں

حضور کی سب بیویاں اُم المومنین کہلاتی ہیں

۱۔ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے ۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ (آپکی زندگی میں فوت ہوگئ) ۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

چار بیٹیاں ۱۔ حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا

۲۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا

۳۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا

۴۔ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص طور پر چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی تھی آپ نے کل تیرہ (۱۳) شادیاں کیں دو تو آپ کی زندگی میں فوت ہو گئیں جبکہ گیارہ آپ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہیں۔

۲۔ حضرت بی بی سودہ رضی اللہ عنہا (مکہ)

۳۔ حضرت بی بی عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا (مکہ)

۴۔ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۵۔ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا (آپکی زندگی میں فوت ہوگئ) (مدینہ)

۶۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۷۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (آپکی زندگی میں فوت ہوگئ) (مدینہ)

۸۔ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۹۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۱۰۔ صفیہ بنت حیی ابن اخطب رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۱۱۔ میمونہ رضی اللہ عنہا (مدینہ)

۱۲۔ ماریہ(اجپشن عیسائی)رضی اللہ عنہا(بیٹا ابراہیم) (مدینہ)

۱۳۔ ریحانہ رضی اللہ عنہا (مدینہ)

☆☆☆☆

۴۷۔ حوالہ جات (ریفرنس)

۱۔ مصنف نے یہ کتاب ۱۹۹۳ میں لکھی تھی۔ اب ہجری کا ۱۴۳۲ واں سال چل رہا ہے۔

۲۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ''میری مثال دوسرے پیغمبروں میں ایسی ہے جیسے کہ ایک شخص نے ایک مکان بنایا لیکن کونے کی دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگوں نے دیکھ کر کہا کیا خوب ہے اس خالی جگہ ایک اینٹ اور ہوتی۔ حضور نے فرمایا میں وہ اینٹ ہوں اور میں سب نبیوں پر مہر ہوں''۔

۳۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ''اللہ کے پیغمبر چلتے پھرتے قرآن تھے''۔

۴۔ فرشتے جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ سے کہا ''پڑھو'' حضور نے جواب دیا میں پڑھ نہیں سکتا'' تو جبرئیل نے آپ کو جکڑ لیا اور پھر کہا ''پڑھو'' آپ نے پھر جواب دیا کہ ''میں پڑھ نہیں سکتا''۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپکو پھر جکڑا اور کہا ''پڑھو اپنے پروردگار کا نام لے کر جس نے عالم کو پیدا کیا۔ جس نے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اُسے علم نہیں تھا''۔ (سورہ علق ۱ تا ۵:۹۶)

۵۔ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ ''اللہ کا بیٹا ہے''۔ ایسا کہنے والو یہ تو تم بڑی بات زبان پر لاتے ہو۔ قریب ہے کہ اس جھوٹ سے آسمان ٹوٹ پڑے اور زمین شق ہو جائے۔ اور پہاڑ پارا پارا ہو کر گر پڑیں (سورۃ مریم ۹۰۔۸۸:۱۹)

۶۔ اللہ سب دیکھتے ہیں جو وہ کرتے ہیں (سورہ بقرہ:۹۶:۲)

۷۔ اللہ نے جنات اور انسانوں کو صرف اپنی کی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے (سورۃ الذاریات ۵۶:۵۱)

۸۔ ابو جہل (ابو جہل اسلام کا جانی دشمن تھا) اُس نے کہا اگر میں دیکھوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کعبہ میں نماز پڑھ رہے ہیں تو میں اسکا سر کچل دوں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو آپ نے فرمایا۔ اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اسے دبوچ لینگے۔

۹۔ اللہ کے نبی نے فرمایا۔ دنیا کی ہر چیز اللہ کے تابع ہے۔ اللہ کو سب سے محبوب وہ ہے جو اپنے ماتحتوں پر نرمی برتتا ہے۔

۱۰۔ آخرت میں جس کے (اعمال کے) وزن بھاری ہونگے۔ وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے (اعمال) کے وزن ہلکے ہونگے اس کا ٹھکانا دوزخ ہو (یا بھڑکی ہوئی آگ) میں ہوگا۔ (سورۃ القارعت ۹۔۶:۱۰۱)

۱۱۔ بخاری نے فرمایا: اللہ کے رسول نے فرمایا کہ "تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں جب تک کہ وہ اپنے باپ۔ اپنے بیٹوں اور سارے جہاں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

۱۲۔ اللہ نے مومنو کے دلوں کو جوڑ دیا۔ اگر تم نے دنیا کا سارا مال بھی خرچ کر دیا ہو۔ تب بھی تم ان کے دل جوڑ نہیں سکتے تھے۔ لیکن اللہ نے انکے دل جوڑ دیئے (سورۃ انفال ۶۳:۸)

۱۳۔ اسلام کے پانچ (۵) ارکان ہیں۔ (۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) حج کرنا (بخاری)

۱۴۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کے دونوں پیر اللہ کے راستے کی دھول میں بھر جائیں اسے دوذخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ (بخاری)

۱۵۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں (وہ مردہ نہیں ہیں) بلکہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے (سورۃ بقرہ ۱۵۴:۲)

۱۶۔ اللہ نے انکے دلوں میں الفت ڈال دی اور اگر تم دنیا بھر کی دولت بھی خرچ کرتے تب بھی ان کے دلوں کو جوڑ نہیں سکتے تھے (سورۃ انفال ۶۳:۸)

۱۷۔ جب اللہ کے رسول نے مکہ فتح کیا اپنے آٹھ (۸) رکعات شکرانے کی نماز

پڑھی۔

۱۸۔ جب مکہ فتح ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سبھی لوگوں کو معاف کر دیا سوائے چند کٹر مخالفوں کے جنہوں نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سنگین جرم کئے تھے۔

۱۹۔ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا " آپ تو صرف نصیحت کرتے رہیں۔ آپ نصیحت کرنے والے ہیں آپ ان پر داروغہ نہیں ہیں۔ (سورۃ غاشیہ ۸۸:۲۱۔۲۲)

۲۰۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ لوگ جنت میں داخل ہو رہے ہیں ان میں زیادہ تر غریب لوگ ہیں (بخاری)

۲۱۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کو ڈھونڈنے کے لیے رمضان کی پہلی دس راتوں میں اعتکاف کیا اگلی دس راتوں میں بھی تو ایک فرشتے نے بتایا کے لیلۃ القدر آخری دس راتوں میں ہے۔

۲۲۔ بی بی عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ایک رات مسجد میں تہجد کی نماز پڑھنے گئے تو کچھ لوگ بھی آپکے پیچھے تہجد کی نماز پڑھنے لگے۔ اگلے دن اس کا چرچا ہوا۔ دوسری رات اور زیادہ لوگ شامل ہو گئے۔ رات کے وقت مسجد بھر گئی۔ چوتھی رات مسجد کے باہر بھی لوگوں کو جگہ نہیں ملی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف فجر کی نماز کے لیے آئے۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے ڈر تھا کہ کہیں تہجد کی نماز فرض نہ ہو جائے اور پھر تم اسے جاری نہ رکھ سکو (آپ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ نے اس نماز کو پھر سے جاری کر دیا کیونکہ اب یہ فرض نہیں ہو سکتی تھی)

۲۳۔ غلط فیصلہ دینے والے قاضی (جج) کو آگ کا سامنا ہو گا۔

۲۴۔ جو لوگ ایمان لائے اور اس پر عمل کرتے رہے وہ تمام خلقت سے بہتر ہیں۔

۲۵۔ ایک دفعہ حضور نے مدینے میں عصر کی نماز پڑھی اور پھر فوراً ہی اپنے حجرے میں چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئے۔ اور مسجد کے نمازیوں کو بتایا کہ میں

چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئے۔ اور مسجد کے نمازیوں کو بتایا کہ میں اپنے گھر ایک چاندی (یا سونے) کا ٹکڑا بھول آیا تھا جو خیرات کے لیے تھا۔ اس وجہ سے مجھے پریشانی تھی۔ اب میں نے اسے بانٹ دیا ہے (بخاری)

۲۶۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانی کو کھڑے ہو کر پینے کو منع کرتے تھے (علی)

۲۷۔ (الف) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ گراں نہ ہوتا تو میں اپنی امت کو ہر وضو پر مسواک کرنے حکم دیتا (ابو ہریرہ)

(ب) لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو روزے کی حالت میں کئی دفعہ مسواک کرتے دیکھا (ام ابن ربیعہ)

۲۸۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ بیماروں کے پاس جا کر عیادت کرو۔ بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور غلام کو آزاد کر دو (بخاری)

۲۹۔ بی بی خدیجہؓ کی وفات کے بعد اپنی چار بیٹیوں کی پرورش کی خاطر آپنے خولہ بنت حکیم کو سودہ بنت زماعہ کے پاس نکاح کا پیغام لے کر بھیجا۔ جنہوں نے اپنے والد کی رضا کے بعد پیغام قبول کر لیا (عائشہ)

۳۰۔ جب اللہ کے رسول پر سورہ النصر (۱۱۰) نازل ہوئی تو پیغمبر نے اپنی بیٹی فاطمہ کو بتایا کہ یہ میری موت آنے کی نشانی ہے۔ فاطمہ رونے لگیں۔ پھر جب حضور نے کہا کہ صبر وکرو۔ آپ میرے خاندان میں سب سے پہلی ہونگی جو مجھے جا ملینگی (ابن عباس)

۳۱۔ یہ بات سمجھنے کی ہے کہ برابر کا برتاؤ کا منشاء یہ ہے کہ آپکو ایک جیسا کھانہ پینا، کپڑے اور۔۔۔۔۔وغیرہ دینے سے ہے۔ اللہ کے رسول بی بی خدیجہ کی اتنی زیادہ تعریف کیا کرتے تھے کہ عائشہ کو ان پر اشک آنے لگتا تھا (بخاری)

۳۲۔ جب ایک مسلمان ایک بیوی سے زیادہ بیویاں نکاح میں لینا چاہے تو اس کے دل میں اللہ کی رضا ہونی چاہئے۔ اور تمام بیویوں سے عدل اور برابری کرنی لازم ہے۔

۳۳۔ سورہ النساء۳:۴ میں اللہ نے ایک نکاح سے زیادہ نکاح کرنے کا پہلے ذکر کیا ہے۔ بعد میں ایک نکاح پر اللہ کے رسول نے خود ایک سے زیادہ نکاح کیے اور اللہ کے رسول وہی کرتے تھے جو بہتر ہے۔

۳۴۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی پر رحم اور نرمی سے پیش آتا ہے اور میں اپنی بیوی پر سب سے زیادہ نرم دل ہوں (عائشہ)

۳۵۔ حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے وجود کو نہیں دیکھا وہ صرف ایک انوار کی تجلی تھی ۔اسی طرح اللہ کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو برابر نہیں دیکھا۔

۳۶۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل فرشتے کو دوبار دیکھا ہے۔

۳۷۔ مکہ سے لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ دکھانے کو کہا تو آپنے چاند کو دو حصوں میں دکھایا (بخاری)

۳۸۔ وہ تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا اور (اے محمد) جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں اس سے یہ غرض تھی کہ مومنوں کو اپنے (احسانوں) سے اچھی طرح آزمالے۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔(سورۃ انفال ۸:۱۷)

۳۹۔ مکہ سے مدینے کو ہجرت کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا۔ جب قریش حملہ کرنے کو آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مٹھی میں مٹی لیکر انکے چہروں پر پھینکا وہ دیکھ نہ سکے اور اب جھٹ سے انکے سامنے سے غائب ہو گئے۔ وہ ابوبکر کے گھر پہنچے اور وہاں سے وہ دونوں رات ہی رات مکہ سے باہر نکل گئے۔(سورہ یاسین ۳۶:۹)

۴۰۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی ''یا محمد'' کہہ کر نہیں پکارا۔ بلکہ قرآن میں صرف چار (۴) دفعہ ''محمد'' لفظ اور ایک دفعہ احمد لفظ آیا ہے (قرآن ۳:۱۱۴، ۴۰:۳۳، ۲:۴۷، ۲۹:۴۸، ۶:۶۱)

۴۱۔ اب ہجری ۱۴۳۲ ہے۔(عیسوی ۲۰۱۱)

۴۲۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ میں دو باتیں تمہارے لیے اپنے بعد چھوڑے جا رہا ہوں جن کو اگر تم مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو کبھی نہیں بھٹکو گے۔ایک ہے اللہ کی کتاب قرآن اور دوسری میری سنتیں ()

۴۳۔

۴۴۔ شروع شروع میں جب قرآن نازل ہونا شروع ہوا تو حضور نے حدیث لکھنے والوں کو حدیث لکھنے سے منع کر دیا کہ کہیں وہ قرآن کی آیات کے سمجھنے میں کہیں اُلجھن پیدا کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی کاغذ پر قرآن اور حدیث لکھنے کو منع کرتے تھے جب قرآن اور حدیث کو الگ الگ لکھا جانے لگا تو پھر اجازت دے دی۔

۴۵۔ وہ جو اللہ کے اُمّی نبی کی پیروی کرتے ہیں (سورہ آل عمران ۷:۱۵۷)

۴۶۔ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے (سورہ الحجرت ۴۹:۱۳)

۴۷: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اذان کی آواز سنی اور اس کا جواب نہیں دیا اُس کے نماز نہیں۔سوائے اسکے جو بیمار ہو یا کھانا کھا رہا ہو (احسن حدیث)

۴۸۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲:۲۵۶ کا اشارہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف ہے اس میں بت پرست اور دوسرے غیر مذہب کے لوگ شامل نہیں ہیں۔

۴۹۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۵۰۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ فصل کا دسواں حصہ دینا واجب ہے۔اس زمین پر جو بارش کے پانی سے سیراب کی گئی ہو۔اور بیسواں حصہ دینا واجب ہے اس زمین پر جو اُونٹ (یا بیل یا بھینس) سے پانی کھینچ کر سیراب کی گئی ہو۔(بخاری)

۵۱۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی اُس شخص پر جو سود (یعنی بیاج) اور

بلاعوض زائد رقم لیتا ہے جو دیتا ہے اور جو اسے لکھتا ہے اور جو اس لکھے کی گواہی دیتا ہے۔

۵۲۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات (۷) قسم کے لوگ ایسے ہونگے جو قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہونگے۔ ان میں سے ایک وہ ہوگا جو خیرات چھپا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

۵۳۔ جب علیؓ ابن ابوطالب کا نکاح بی بی فاطمہؓ سے طے ہوا تو اللہ کے رسول نے علیؓ سے فرمایا کہ فاطمہؓ کو کچھ دے دینا (ابوداوٗد)

۵۴۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ (جن سے منافق کی پہچان ہوتی ہے) ایک یہ کہ جب وہ بولے تو جھوٹ بولے دوسرے جب وہ قسم کھائے تو اسے توڑ دے۔ اور تیسرے یہ کہ جب وہ کسی کی امانت رکھے تو اُس میں خیانت کرے۔

۵۵۔ سورہ بقرہ ۲۲۸:۲ اور مطلقہ (طلاق یافتہ) عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور اگر وہ اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کو جائز نہیں کہ اللہ نے جو کچھ ان کے شکم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں۔ اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس مدت میں وہ اُن کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں اور عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ دستور کے موافق مردوں کا عورتوں پر ہے۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضلیت ہے۔ اور اللہ غالب اور صاحبِ حکمت ہے۔

۵۶۔ سورہ الما مائدہ (۵:۹۰) اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام شیطانی عمل ہیں۔ تو ان سے بچو تا کہ نجات پاؤ۔

۵۷۔ سورہ بقرہ (۲:۱۷۳) اللہ نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کر دیا ہے۔

۵۸۔ سورۃ الانفال (۱۶:۳۳)............ان سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

۵۹۔ سورہ الحجرات (۴۹:۱۱)............اور اپنے مومن بھائی کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو............

۶۰۔ سورہ الحجرات (۴۹:۱۲) اے ایمان والو! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کا تجسس نہ کیا کرو............

۶۱۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کا ایمان مکمل نہیں جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو وہ اپنے خود کے لیے چاہتا ہے۔ (بخاری)

۶۲۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صفائی نصف ایمان ہے

۶۳۔ سورہ منافقون (۹:۶۳) منومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے............

۶۴۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نجوم کی باتوں پر یا جو غیب کا علم بتانے والوں کی باتوں پر یقین کرے وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

۶۵۔ سورہ مائدہ (۵:۳۸) اور جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ انکے فعل کی سزا اللہ کی طرف سے بطور عبرت ہے۔

۶۶۔ سورہ بقرہ (۲:۱۸۶) اللہ نے فرمایا! اے پیغمبر جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں تمہارے پاس ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں تو ان کو چاہئے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ راہِ راست پر آجائیں۔

۶۷۔ یہ سچ ہے کہ جمہوریت (ڈیموکریسی) اسلام سے ہی لی گئی ہے لیکن یہ کہنا غلط ہوگا کہ اسلام جمہوریت ہے۔ کیونکہ جمہوریت اسلامی حکومت کی طرز سے بہت دور ہے۔ اسلامی عالم دین تو ایسی جمہوریت کو کفر کہتے ہیں۔ لیکن اسلام میں تو

حکمرانی صرف اللہ کے حکم کی ہے ہے نہ کہ انسانوں کی اکثریت رائے پر۔ آج کی جمہوریت میں کوئی بھی سلطنت کا کام سنبھالنے کو تیار ہو جاتا ہے چاہے اسکا کردار کیسا ہی کیوں نہ ہا۔ جبکہ اسلام میں صرف نیک کردار، ایمان دار اور باصلاحیت آدمی کو سلطنت کے کسی عہدے کے لیے چنا جا سکتا ہے۔ اللہ کے رسول نے فرمایا کہ میں کبھی ایسے شخص کو سلطنت کے کسی عہدے کے لیے مقرر نہیں کرتا جو اسے مانگنے کی خواہش رکھتا ہو۔

۔ یہ بات غور طلب ہے کہ مسلمان الہامی کتابوں یعنی توریت، زبور اور انجیل پر یقین رکھتے ہیں لیکن یہ کتابیں اب اپنی صحیح حالت میں نہیں ہیں (سورہ مائدہ ۱۴۔ ۵:۱۳) سورتوں میں موسیٰ کی وفات کا بھی ذکر نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ موسیٰ کی وفات کے بعد لوگوں نے لکھی ہے۔ اس لیے یہ اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ انسانوں کا لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح انجیل بھی عیسائیوں کے مطابق تیسرے درجے میں لکھی گئی ہے۔ مثلاً عیسائیوں نے انجیل کی تعلیم دی صاف ظاہر ہے کہ انجیل کی زبان بھی اللہ کی زبان نہیں ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہر لفظ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔

۔ سورہ بقرہ (۲:۲٦۸) اور دیکھنا شیطان کا کہانہ ماننا وہ تمہیں تنگدستی کا خوف دلاتا اور بے حیائی کے کام کرنے کو کہتا ہے اور اللہ تم سے اپنی بخشش اور رحمت کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

۷۰۔ سورہ بقرہ (۲:۱٦۴) بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں اور کشتیوں (اور جہازوں) میں جو دریا میں لوگوں کے لیے مفید ساز وسامان لے کر چلتا ہے اور بارش میں جس کو اللہ آسمان سے برساتا ہے اور اسکے ذریعے زمین کو مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے............

۷۱۔ قرآن کریم تمام آسمانی کتابوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے۔

☆☆☆☆

Abdul Waheed Khan is a retired Group Captain from Pakistan Air Force. He is a speaker on Inter Faith subjects.

His books include:

1. Transliteration of whole Holy Qur'aan in English script along with Arabic script. It also has English translation, a three column presentation.
2. Transliteration of whole Holy Qur'aan in Hindi script along with Arabic script. It also has Hindi and English translations, a four column presentation.
3. Personality of Prophet Muhammad P.B.U.H (in Urdu and in English Languages).
4. Life of Prophet Muhammad P.B.U.H.
5. Qur'aanic information.(Eng. & Urdu)
6. Towards Understanding Christianity.
7. In Bible the name of Prophet Muhammad P.B.U.H appears 34 times.
8. Religion of Jesus Christ or Religion of Saint Paul.
9. Errors and Contradictions in Bible.
10. What Western Scholars say about Christianity.
11. Christianity-points to ponder.
12. What Qur'aan says about Christianity.
13. Interfaith Essays.

All this is on website.

www.islam-christianity.com

Email:awkhan_1@hotmail.com
Ph: (021) 3589-4886

ٹائی لگانا

ٹائی لگانا دراصل عیسائی عقیدے کوتسلیم کرنا ہے۔ ابتدائی طور پر یہ ایک ''بو۔ ٹائی'' تھی جو دراصل صلیب + کی شکل تھی۔ بعد میں مغربی غلبے کی وجہ سے ''نیک ٹائی'' کا رواج عام ہو گیا۔ عیسائی حضرات غلط طور پر حضرت عیسیٰؑ کا صلیب پر مرنے پر ایمان رکھتے ہیں جبکہ قرآن پاک اس بات کی تردید کرتا ہے۔ بلکہ انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھانے کا تذکرہ کرتا ہے۔ گردن کے گرد ایک کپڑا پھانسی کی علامت کے طور پر باندھنا مسلمانوں کی لاعلمی کا نتیجہ ہے یا پھر وہ اسے اپنی شان میں اضافے کے لیے جان بوجھ کر پہنتے ہیں۔ تاہم مسلمانوں کو ٹائی کو اپنے لباس کا حصہ ہرگز نہیں بنانا چاہئے۔

نوٹ

برائے مہربانی میری دوسری کتاب بھی پڑھیں
(''پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی'')